من يرد الله به خيرا يفقهه فی الدين

غیر مقلدین

اور

صراط مستقیم

سید عبد الوہاب شاہ

غیر مطبوعہ

غیر مقلدین
اور
صراط مستقیم

تصنیف

سید عبدالوھاب شاہ

غیر مطبوعہ

نام کتاب: غیرمقلدین اور صراط مستقیم
تصنیف: سید عبدالوہاب شاہ
کمپوزنگ ڈیزائنگ: ابومحمد شیرازی

نوٹ:

یہ کتاب ابھی غیر مطبوعہ ہے
اگر کوئی شائع کرنا چاہے تو اجازت ہے
چھپوانے کے لئے کمپوز شدہ ان پیج فائل
بھی دے دی جائے گی۔

0321-5083475

فہرست

میں اپنی اس حقیر سی کاوش کو اپنے اساتذہ کے نام

منسوب کرتا ہوں ۔جن کی محنت اور شفقت سے

میں اس قابل ہو سکا ۔

سید عبدالوہاب شاہ

متعلم درجہ عالمیہ (دورہ حدیث شریف)

جامعہ محمدیہ ایف سکس فور اسلام آباد

2005

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوۃ والسلام علیٰ
سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ
اجمعین .

جب انسانیت کفر وظلمت کے سیاہ اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی، انسان جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور تھا، عورت کی تو کوئی حیثیت ہی نہ تھی، اسے تو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، چھوٹی سی بات پر کمزور کو قتل کر دیا جاتا تھا، قبیلوں کی آپس میں صدیوں جنگیں ہوا کرتیں تھیں، اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے حال پر رحم کھایا اور حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

وہ آئے جن کے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی
وہ آئے جن کی آمد کے لیے بے چین فطرت تھی
وہ آئے نغمہ داؤد میں جن کا ترانہ تھا
وہ آئے گریہ یعقوب میں جن کا افسانہ تھا
وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادی بطحا
وہ آئے جن کے قدموں کے لیے کعبہ ترستا تھا
وہ آئے جن کو حق نے گود کی خلوت میں پالا تھا
وہ آئے جن کے دم سے عرش اعظم پہ اجالا تھا

حضور ﷺ نے صداقت اور امانت کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ لوگ آپ ﷺ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارنے لگے، آپ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی آپ ﷺ نے اسلام کی تبلیغ کا آغاز فرمایا تو آپ ﷺ پر انتہائی نامساعد حالات آئے لیکن آپ ﷺ کے قدم کبھی بھی لبریز نہ ہوئے۔

کہ دنیا کے افق پر دفعتاً سیلاب نور آیا
جہان کفر و باطل میں صداقت کا ظہور آیا
حقیقت کی خبر دینے بشیر آیا نذیر آیا

شہنشاہی نے جس کے قدم چومے وہ فقیر آیا

مبارک ہو زمانے کو کہ ختم المرسلین آیا

سحاب رحم بن کر رحمت للعلمین آیا

پھر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا آپ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے، وہاں آپ ﷺ نے جہاد کا آغاز فرمایا اور انتہائی مختصر عرصے میں اسلامی سلطنت ایک بڑے علاقے پر پھیل گئی اور وہ وقت بھی آیا جب آپ ﷺ فاتحانہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ جب اسلام مکمل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس دنیا سے اٹھا دیا۔

آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے اس دین کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا صحابہ کے بعد تابعین اور تبع تابعین کا دور آتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے احادیث کو جمع کیا ان کو مرتب کر کے کتابیں تصنیف فرمائیں، ان میں محدثین بھی تھے اور مجتہدین بھی جنہوں نے قرآن وحدیث سے فقہی مسائل کا استنباط کر ان کو تصنیف فرمایا جبکہ دوسری طرف محدثین نے بڑی بڑی کتب تصنیف فرمائیں اور ان میں فقہی ابواب باندھے۔

غیر مقلدین کی آمد

دین کی اشاعت کا یہ سلسلہ صدیوں تک چلتا رہا آخر کار وہ وقت آیا جب ہندوستان میں انگریز نے قبضہ جما لیا تھا اب انگریز نے مسلمانوں کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوششیں کی۔

پہلی کوشش۔ کسی نے مشورہ دیا کہ مسلمانوں کا قرآن ختم کر دو تو یہ دین سے بیزار ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس مقصد کیلئے انگریز نے قرآن مجید کے لاکھوں نسخے جمع کر کے جلا دیے۔ لیکن وہ قرآن جو بچوں کے دلوں میں محفوظ تھا اسے ختم نہ کر سکا۔

دوسری کوشش۔ پھر مشورہ ہوا کہ اگر ان کے علماء کو ختم کردیا جائے تو دین خود بخود ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ علماء کا قتل عام شروع کردیا اور مختصر سے عرصے میں ہزاروں علماء کو شہید کردیا گیا۔ اس خطرے کو بھانپتے ہوئے مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی تاکہ علماء تیار ہوتے رہیں، چنانچہ انگریز اس منصوبے میں بھی ناکام ہوگیا۔

تیسری کوشش۔ آخر کار انگریز کے ہاتھ وہ حربہ آگیا جس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوا، انگریز علماء کا قتل عام کرا کر بھی علماء کو نہ ختم کرسکا، لہٰذا اب اس نے یہ فیصلہ کیا کہ لوگوں کو علماء سے متنفر کردیا جائے، تاکہ لوگ علماء کی بات ہی نہ سنیں اور ان کا اعتماد علماء سے اٹھ جائے اس طرح یہ دین ختم ہوجائے گا۔ چنانچہ اس نے مسلمانوں میں کچھ ایسے ٹاؤٹ پیدا کردیے جو انگریز کیلئے کام کرتے تھے، انہوں نے علماء امت سے لوگوں کو متنفر کرنا شروع کیا۔ غیر مقلد ہونے کا دعویٰ کرنے کے ساتھ ساتھ تقلید کو شرک کہا اور یہ کہنا شروع کردیا کہ ہر کوئی اپنی مرضی سے قرآن وحدیث پر عمل کرے۔ یہاں سے غیر مقلدین کی ابتدا ہوتی ہے۔

فتنہ مرزائیت۔ پھر ان غیر مقلدین سے کئی دوسرے فرقے نکلے، کیونکہ انہوں نے ہر کسی کو یہ کہا تھا کہ اپنی مرضی سے قرآن وحدیث پر عمل کرو۔ چنانچہ ''مرزا غلام احمد قادیانی'' جو کہ پہلے غیر مقلد تھا اس کو قرآن وحدیث سے یہ سمجھ آیا کہ میں اللہ کا نبی ہوں اس لیے اس نے نبوت کا دعویٰ کردیا اور اس کے ساتھ ہی انگریز کے حکم پر جہاد کو منسوخ کرنے کا اعلان کیا۔ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی پورا عالم اور کامل العقل نہیں تھا لہٰذا اس کو سہارا دینے کیلئے کسی پختہ عالم کی ضرورت تھی، چنانچہ انگریز کو اس خدمت کیلئے تمام مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہ ملا۔ البتہ اس کام کو سرانجام دینے کیلئے بھی انگریز کی نظر انتخاب غیر مقلد عالم پر پڑی جو کہ بھیرہ کا مشہور غیر مقلد عالم ''حکیم نورالدین بھیروی'' تھا۔ اس نے ''مرزے'' کو اس کے نبی ہونے کے من گھڑت دلائل بنا کردیے۔

فتنہ انکار حدیث۔ اپنی مرضی پر عمل کرتے ہوئے ایک غیر مقلد نے یہ اعلان کردیا کہ احادیث کا کوئی اعتبار نہیں، اصل صرف قرآن ہے۔ یہ اعلان کرنے والا شخص لاہور کی چینیانوالی مسجد کا خطیب، مشہور غیر مقلد عالم، ''عبداللہ چکڑالوی'' تھا

(اہل حدیث اور انگریز بحوالہ موج کوثر ص52)

اس کا ساتھ دینے والے، احمد دین بگوی، اسلم جیراجپوری اور نیاز فتحپوری تھے جو کہ غیر مقلد تھے۔ (انگریز اور اہل حدیث بحوالہ نوادرات ص371)

مسلمانوں میں جتنے بھی بڑے بڑے فرقے پیدا ہوئے، ان سب کے بانی یہ غیر مقلد تھے۔ پھر خود یہ غیر مقلد بھی فرقہ در فرقہ بٹتے گئے اور ان میں اتنے فرقے بن گئے جن کو شمار کرنا مشکل ہو گیا۔ یہ سب کچھ انکار تقلید اور اپنی مرضی پر عمل کرنے کی وجہ سے ہوا۔

طریقہ واردات۔ فتنہ مفسدین لا مذہب غیر مقلدین کے افراد بغل میں ایسی کتابیں جو چوری کر کے تصنیف کی گئی ہیں، لیے پھرتے ہیں اور امت مسلمہ میں افتراق و انتشار پھیلاتے ہیں، عموماً لوگوں کو احادیث دکھا کر اور پھر ان احادیث کا غلط مطلب اور مفہوم پیش کرتے ہیں، جس سے ظاہر ہے ایک عامی کا ذہن تشویش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

کئی مسائل ایسے ہیں جن کا پہلے حکم تھا لیکن بعد میں ان کو منسوخ کر دیا گیا، مثلاً: شراب پہلے حلال تھی، بعد میں حرام کر دی گئی۔ زیارت قبور پہلے منع تھی، بعد میں اس کی اجازت دے دی گئی وغیرہ۔

اب فتنہ مفسدین لا مذہب غیر مقلدین کے افراد منسوخ احادیث لوگوں کو دکھا کر کہتے ہیں یہ دیکھو حدیث میں یوں ہے اور حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اس کے خلاف کرتے ہیں، ہم تو حدیث پر عمل کرتے ہیں، ہم کسی کی تقلید نہیں کرتے، تقلید کرنا تو شرک ہے۔

لیکن جب ان سے کہا جائے: امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ محدثین بھی مقلد تھے، تقلید کرتے تھے، یہ بات کہتے ہی ان کے غبارے سے ہوا نکل جاتی ہے کیونکہ:

امام بخاری شافعی المسلک تھے۔ (طبقات شافعیہ الکبریٰ ج2 ص214)

امام مسلم و ابوداؤد حنبلی المسلک تھے۔ (اعلام الموقعین ج2 ص223۔ فتاویٰ ابن تیمیہ ج25 ص232)۔

اگر تقلید کرنا شرک ہے تو پھر تمہارے نزدیک یہ تمام محدثین مشرک ہو گئے۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

لہذا تمہیں ان محدثین کی کتابوں کے حوالے پیش نہیں کرنے چاہیے، لیکن چونکہ ان کا مقصد لوگوں کو دین

حنیف سے ہٹانا ہے،اس لیے یہ لوگ کتابیں اٹھائے پھیل جاتے ہیں اور پھر رات کو سارے ایک بیٹھک میں اکھٹے ہوکر کارگزاری سناتے ہیں کہ آج اتنے لوگوں کو وسوسہ ڈالا۔

شیطان کا بھی یہی کام ہے، وہ اپنے چیلوں کو صبح بھیج دیتا ہے اور پھر شام کو سمندر پر تخت لگا کر ان سے ان کی کارگزاری سنتا ہے، چونکہ یہ اجماع کے بھی منکر ہیں اور حدیث میں اجماع سے کٹنے والے کو شیطان کہا گیا ہے اس لیے ان میں یہ شیطانی عادت پائی جاتی ہے۔

نسخ ۔میں عرض کرر ہا تھا: بعض احکام منسوخ ہوتے ہیں، اب ان منسوخ احکام کا صحابہ کو علم تھا، لیکن بعض احکام ایسے بھی ہیں جن کے منسوخ ہونے کا بعض صحابہ کو علم نہیں ہوسکا۔ کیونکہ وہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے دور دراز ملکوں میں گئے ہوئے تھے اس لیے وہ اسی طرح روایت کرتے رہے جس طرح ان کو معلوم تھا۔اس کی ایک مثال دیکھیں :

جب حبشہ کی طرف ہجرت ہوئی تو بعض صحابہ حبشہ چلے گئے کچھ عرصہ گزرا تو ایک صحابی رسول ﷺ ہر روز ساحل سمندر پر جاتے اور جو کشتی یا جہاز آتا یہ ان لوگوں سے پوچھتے آپ میں سے مکہ کا کون ہے؟ اسی طرح کئی دن گزر گئے ایک دن ایک جہاز آیا تو اس صحابی رسول نے پوچھا کیا کوئی مکہ کا رہنے والا ہے؟ ایک شخص نے کہا: ہاں، میں مکہ سے آیا ہوں۔صحابی نے پوچھا: مکہ میں مسلمانوں کا کیا حال ہے؟ اس شخص نے کہا: اسلام تو اب بہت پھیل گیا ہے، بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے ہیں، یہ بات سن کر اس صحابی کی خوشی کی انتہاء نہ رہی، وہ فوراً دوسرے جہاز میں سوار ہوکر مکہ روانہ ہوگئے، جب مکہ پہنچے، تو دیکھا حضور ﷺ صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے،اس نے فوراً کہا: السلام علیکم یا رسول اللہ ! لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا،اس نے پھر سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا، صحابہ کرام جو نماز میں تھے ان کو بھی غصہ آرہا تھا،اس صحابی نے سمجھا شائد مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اس کو سمجھایا اب اللہ نے اس سے منع فرمادیا ہے۔

اب دیکھیں اس صحابی نے وہ زمانہ دیکھا ہوا تھا جس میں سلام کا جواب نماز میں دیا جاتا تھا اس لیے اس نے سلام کیا اب اگر یہ ساری زندگی مکہ نہ آتا تو شائد اسے یہ ممانعت معلوم نہ ہوسکتی یہی معاملہ کئی اور احکام میں بھی ہوا۔

جمع قرآن ۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو صحابہ سے جمع کرکے باقی

تمام نسخے جلا دیے، اس کی وجہ بھی یہی بنی تھی کہ لوگ آپس میں جھگڑنا شروع ہو گئے تھے، ایک کہتا میں نے یوں سنا ہے، دوسرا کہتا میں نے یوں سنا ہے۔

اسی طرح اکابر صحابہ، تابعین، مجتہدین امت اور فقہائے کرام نے ان تمام احادیث کو پرکھا، ان میں ناسخ منسوخ کا امتیاز کیا اور پھر ان سے مسائل کا استنباط کیا۔ چونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ جو اس سے ملا ہوا ہے پھر وہ جو اس سے ملا ہوا ہے۔

اور ویسے بھی وہ حضرات قرآن وحدیث کے ماہر تھے اس لیے ان کا استنباط اور استخراج معتبر ہے، جبکہ غیر مقلدین اور ان کا ''مسعودی ٹولہ'' جو نہ تو مجتہد ہے اور نہ مقلد اور نہ ہی استنباط و استخراج کی صلاحیت رکھتا ہے لہٰذا اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔

صراط مستقیم کی پہچان

حماد اقبال صاحب جو غیر مقلدین سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے ایک کتابچہ لکھا ہے جس کا نام ''صراط مستقیم کی پہچان'' ہے اس خوشنما لیبل کو دیکھ کر ہر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اس میں شائد کوئی اچھی بات ہوگی لیکن جب اسے پڑھا جاتا ہے تو اس میں آپ کو نظر آئیگا کہ: حماد اقبال صاحب فقہ سے دشمنی میں اتنے آگے نکلتے ہیں کہ کبھی تو قرآن وحدیث میں تحریف کرتے ہیں اور کبھی ایک ہی لفظ میں کئی کئی احادیث کے منکر بن جاتے ہیں۔ لکھنے کا انداز ایسا ہے کہ احناف کی کسی کتاب سے ادھوری عبارت کا ادھورا ترجمہ لکھ کر اس کے مقابلے میں کسی حدیث کا ادھورا ترجمہ لکھ دیتے ہیں اور پھر فوراً فیصلہ سناتے ہیں کہ ''حدیث قابل عمل ہے یا ہدایہ'' ''حدیث قابل عمل ہے یا بہشتی زیور''؟

اب اس کتاب کو لیے چند کارندے وادی کونش بھی پہنچ گئے ہیں جو مدارس کے طلبہ سے تو دور بھاگتے ہیں کیونکہ:

قال رسول اللہ ﷺ فقیه اشد علی الشیطان من ألف.

قال رسول اللہ ﷺ فقیه اشد علی الشیطان من ألف عابد. (ترمذی ج 2 ص 93)

ترجمہ...... ☆ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

لیکن یہ لوگ عوام کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں۔

(اللهم انا نعوذبک من شر الوسواس الخناس)

علمی مقام:

حماد اقبال صاحب کی علمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ صفحہ ۳۰ پر لکھتے

ہیں کہ:

''فقہ کا قول ہے کہ جمعہ کے دن...........الخ''

اب حماد اقبال صاحب کو کون سمجھائے کہ فقہ کوئی آدمی نہیں جو قول اور باتیں کرتا ہو بلکہ فقہ ایک علم ہے جس کے سیکھنے والے کو بہترین شخص کہا گیا ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین.(ترمذی ج ۲ ص ۹۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے تفقہ فی الدین عطاء فرماتے ہیں۔

اور صفحہ ۴۵ پر لکھتے ہیں کہ:

''اگر وہ (نابالغ لڑکی) بیوی تھی تو اس پر غسل واجب ہوگا''۔

کیا حماد اقبال صاحب اس پر کوئی حدیث یا قرآن کی آیت پیش کر سکتے ہیں کہ نابالغ پر بھی غسل واجب ہوتا ہے ؟

فتویٰ بازی ۔حماد اقبال صاحب منکر حدیث غیر مقلد ہونے کے ساتھ ساتھ مفتی بھی بن بیٹھے ہیں، چنانچہ مولانا زکریہ رحمہ اللہ کی کتاب ''فضائل اعمال'' کے ایک صفحے میں سے ایک سطر نقل کرتے ہیں:

''عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بعض مرتبہ وتر کی ایک (ہی) رکعت میں وہ تمام قرآن شریف پڑھا کرتے تھے'' (فضائل اعمال ص 254)

پھر درمیان سے ۱۵ سطریں چھوڑ کر اگلی سطر نقل کرتے ہیں کہ:

''ابن الکاتب کا معمول تھا کہ دن رات میں آٹھ قرآن شریف روزانہ پڑھتے تھے'' (فضائل اعمال ص 254)

پھر صفحہ ۳۷۸ سے ایک سطر نقل کرتے ہیں کہ:

''زین العابدین روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے''

(ص378)

پھر صفحہ ۳۶۰ سے نقل کرتے ہیں کہ:

''ایک سید صاحب نے 12 دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں اور پندرہ برس مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی (ص360)

اور پھر ان سب حضرات پر فتویٰ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ چیزیں قرآن و حدیث کے خلاف ہیں''

﴿صراط مستقیم صفحہ 35﴾

یہ ہیں غیر مقلدین

غیر مقلدین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نعوذ باللہ بدعتی کہتے ہی ہیں لیکن یہ آج معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی قرآن وحدیث کے خلاف چلنے والے تھے، کیونکہ وہ تین دن سے کم میں قرآن ختم کردیا کرتے تھے۔ (نعوذ باللہ)

حالانکہ کئی صحابہ کا ایک ہی رکعت میں اور تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنا احادیث میں مذکور ہے۔

احادیث

عن ابن سیرین قال کان تمیم الداری رضی اللہ عنہ یحی الیل کلہ باالقرآن کلہ فی رکعة.

(طحاوی ج 1 ص 241 باب جمع السورفی رکعة. اخرجہ ابن حبان وابن ابی شیبہ ص 323 حدیث نمبر 3691)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ رات بھر ایک ہی رکعت میں پورا قرآن پڑھا کرتے تھے۔

عن عبدالله بن زبیر رضی الله عنه أنه قرأ القراٰن فی رکعة. (ایضاً)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک ہی رکعت میں پورا قرآن پڑھا۔

عن سعید بن جبیر أنه قرأ القراٰن فی رکعة فی البیت. (أیضاً)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں ایک ہی رکعت میں پورا قرآن پڑھا۔

کیا اگر کوئی شخص ایک ہزار رکعت پڑھے تو یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہوگا ؟ اگر خلاف ہے تو کوئی آیت یا حدیث پیش کریں ، جو صحیح ،صریح اور مرفوع ہو،اس پر آپ کو انعام دیا جائے گا۔کیا اگر کوئی شخص بارہ دن تک ایک ہی وضو سے نمازیں پڑھے ،تو یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہوگا؟ اگر خلاف ہے تو کوئی آیت یا حدیث پیش کریں ، جو صحیح ،صریح اور مرفوع ہو،اس پر آپ کو ایک اور انعام دیا جائے گا۔

عقل ۔ پھر حماد اقبال صاحب لکھتے ہیں:

''یہ چیزیں عقل کے بھی خلاف ہیں''۔

شائد حماد اقبال صاحب کے علم میں یہ بات نہیں کہ تین دن سے کم میں ختم کرنا تو عام بات ہے، کتنے لوگ جن کو اس قرآن سے حقیقی شغف ہے اور وہ اس کی تلاوت کثرت سے کرتے ہیں اور تین دن سے کم میں ختم بھی کر لیتے ہیں۔اگر پھر بھی یقین نہیں تو ہمارے علاقے (بٹل مانسہرہ) میں آئیں اور لوگوں سے پوچھیں، کیونکہ مولانا غلام نبی صاحب مدظلہ نے اس سال رمضان میں صرف ایک رکعت میں انیس سپارے پڑھے اور باقی دوسرے دن پڑھے اور انشاءاللہ آئندہ سال صرف دو رکعت میں ختم کرنے کا ارادہ ہے۔

اسی طرح کسی کا ایک ہزار رکعت پڑھنا آپ کی عقل کے خلاف تو ہوسکتا ہے لیکن اللہ کے ولیوں کی عقل کے خلاف ہرگز نہیں کیونکہ اتنی رکعات پڑھنے کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔

اسی طرح تین دن سے کم میں ختم کرنا غیر مقلدین کی عقل کے خلاف تو ہوسکتا ہے کیونکہ ان کو

قرآن پڑھنے کی فرصت ہی نہیں ملتی جب کبھی پڑھتے ہیں تو اس غرض سے کہ اس میں کونسی آیت ایسی ہے جو ہمارے مطلب اور خواہش کی ہے۔

مطلب۔ مطلب سے ایک بات یاد آئی وہ یہ کہ ایک مرتبہ گاؤں میں غیر مقلدین کے ایک فرقے "**جماعت المسلمین رجسٹرڈ**" سے تعلق رکھنے والے مبلغین سے تراویح کے مسئلے پر میری بات ہو رہی تھی، جب میں نے بطور دلیل کے کچھ احادیث پیش کیں تو کہنے لگے ان احادیث کا حوالہ بھی دو، یہ احادیث کون سی کتاب میں ہیں، جب میں نے حوالہ پیش کیا کہ یہ احادیث ابوداؤد میں ہیں تو ان میں سے ایک کہنے لگا:

"یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ابوداؤد تو ہمارے مطلب کی کتاب ہے"

اس سے معلوم ہوا یہ اپنے مطلب کی کتابیں اور احادیث تلاش کرتے رہتے ہیں۔

ے بریں عقل و دانش بباید گریست

تعارض۔ حماد اقبال صاحب ایک بھونڈی حرکت کرتے ہیں وہ یہ کہ مولانا زکریہ رحمہ اللہ کی کتاب کے ایک صفحے سے ادھوری بات نقل کرتے ہیں اور پھر ایک دوسرے صفحے سے ایک بات نقل کر کے دونوں میں تعارض قائم کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ صراط مستقیم صفحہ 36 پر لکھتے ہیں کہ:

(فضائل اعمال) "صفحہ **316** پر لکھا ہے کہ نماز چھوڑنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور صفحہ **668** پر لکھا ہے اگر کوئی شخص عمر بھر نماز نہ پڑھے، کبھی بھی روزہ نہ رکھے، اسی طرح اور کوئی فرض ادا نہ کرے بشرطیکہ اس کا منکر نہ ہو، وہ کافر نہیں ہوتا"۔

آگے حماد اقبال صاحب لکھتے ہیں:

"بتائیے ان کے اپنے نزدیک کون سی بات صحیح ہے"؟
(صراط مستقیم ص **36**)

جناب حماد اقبال صاحب! اگر آپ فضائل اعمال صفحہ 316 کی عبارت ادھوری نقل نہ کرتے تو بات واضح ہوجاتی کہ مولانا زکریہ رحمہ اللہ کی دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ صفحہ 316 پر جو یہ لکھا ہے کہ ''نماز چھوڑنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے'' اس سے آگے یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ''اس حدیث کو علماء محدثین نے انکار کے ساتھ مقید کیا ہے''۔ یعنی وہ نماز چھوڑنے والا نماز چھوڑنے کے ساتھ ساتھ نماز کا انکار بھی کرتا ہو تب کافر ہوگا۔ اب بتائیں اتنی بڑی بے ایمانی کرنے سے آپ کو سوائے رسوائی کے اور کیا حاصل ہوا ؟؟؟

اسی طرح حماد اقبال صاحب صراط مستقیم صفحہ 36 پر لکھتے ہیں:

''جبکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک بندے اور شرک اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنا ہے لہٰذا جو بات بھی کسی عالم کی قرآن وحدیث کے خلاف ہوگی وہ قبول نہیں کیجائے گی'' (صراط مستقیم ص36)

اس حدیث سے حماد اقبال صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نماز نہ پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں کئی دوسری احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آدمی نماز کا انکار نہ کرے کافر نہیں ہوتا، اور یہی بات فضائل اعمال اور دوسری کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔ لیکن حماد اقبال صاحب نے اس بات کو چھپا کر دو عبارتوں میں تعارض بنانے کی کوشش کی ہے۔ پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ اس حدیث کو علماء محدثین نے انکار کے ساتھ مقید فرمایا ہے کیونکہ جو کافر ہوجائے وہ جنت میں کبھی داخل نہیں ہوگا۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء (القرآن)

اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائے گا اس کے علاوہ جو چاہے گا معاف فرمادے گا اللہ تعالیٰ تو شرک کے علاوہ گناہوں کو معاف فرمادیں گے، لیکن حماد اقبال صاحب تارک نماز کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں دھکیل رہے ہیں اگر اس حدیث کا یہی مفہوم ہے جو حماد اقبال صاحب بتا رہے ہیں تو پھر ان احادیث کا کیا جواب ہوگا؟

(۱) لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا

عهد له

اس شخص کا ایمان ہی نہیں جو امانت دار نہ ہو اور اس شخص کا دین ہی نہیں جو عہد شکنی کرے۔
اب کیا وہ شخص کافر ہو جائے گا جو امانت دار نہ ہو؟

(۲) لا صلوة لجار المسجد الا فی المسجد

(مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ نہیں ہوتی)۔ اب کیا کوئی شخص گھر میں نماز پڑھ لے اس کی نماز بالکل نہیں ہوگی؟

ما هو جوابکم فهو جوابنا

اگر آپ کی اس تشریح کو صحیح مان لیا جائے تو پھر کئی غیر مقلدین اور نام نہاد جماعت المسلمین کے لوگوں کی نماز ہی نہ ہوئی کیونکہ جب سے وہ اس باطل فرقے میں شامل ہوئے ہیں ان کو مسجد جانا نصیب ہی نہیں ہوا اور جب نماز نہ ہوئی تو وہ تارک صلوۃ بن کر آپ ہی کی تشریح کے مطابق کافر ہو گئے۔

اپنی مرضی۔ لا مذہب غیر مقلد حماد اقبال صاحب کبھی تو احادیث کو چھپاتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں جو سمجھ آئے وہی کرو، اگر غلطی ہوگئی تو ہم اللہ سے کہدیں گے ہماری سمجھ میں یہی آیا تھا۔ چنانچہ صراط مستقیم صفحہ ۵۵ پر لکھتے ہیں:

> آج قرآن مجید فرقان حمید بھی مترجم موجود ہے اور کتب حدیث بھی مترجم موجود ہیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم ایسی کتابیں ہیں جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ صحیح ترین کتابیں ہیں پھر ترمذی ابن ماجہ ابوداؤد دارمی وغیرہ دوسری کتب احادیث موجود ہیں انسان ان کو خود پڑھے اور دیکھے کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل کیا تھا؟ آپ کا جہاد کیسا تھا؟ اگر ہم احادیث پر عمل کرتے ہیں اگر کسی حدیث کو سمجھنے میں ہم کو غلطی لگتی ہے تو ہم کو امید ہے کہ انشاء اللہ قیامت والے دن اللہ ہم کو معاف کردے گا ہم

یہ عذر تو پیش کر سکیں گے کہ اے اللہ ہم نے احادیث
پڑھیں ہماری سمجھ میں ہی ایسی آئی ہمیں سمجھنے میں غلطی لگی
(صراط مستقیم ص 55)

جناب حماد اقبال صاحب! جب آپ یہ عذر پیش کریں گے کہ ہماری سمجھ میں یہی آیا تھا تو ہمیں امید ہے اس وقت آپ کو ایک زوردار گرز لگے گا، اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اگر تم سمجھتے نہیں تھے تو کسی سمجھدار سے پوچھ لیتے کیا میں نے قرآن میں یہ نہیں کہا تھا:

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

اگر تم نہیں جانتے تو جاننے والوں سے پوچھو۔

تمہیں علم نہیں تو علماء سے سوال کرو اور پوچھو۔ حماد اقبال صاحب کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے اور پھر نماز سکھانے والوں سے دور بھاگے اور مسائل بتانے والوں سے دور بھاگے اور اللہ کے سامنے یہ عذر پیش کرے کہ مجھے نماز ہی نہیں آتی تھی میں پڑھتا کیسے ؟

دین کا مذاق۔ حماد اقبال صاحب دین کو مذاق بنا رہے ہیں، کیا جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے وہ خود ہی کتاب سے نسخے دیکھ کر عمل کرتا ہے یا ڈاکٹر حکیم کے مشورے سے علاج کرتا ہے؟ آپ تو لوگوں کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ وہ ڈاکٹر کے پاس نہ جائیں کیا کوئی عقل مند ایسا کرے گا؟ آپ ہی بتائیں آپ ایسا کرتے ہیں؟ آپ جب عمارت تعمیر کرتے ہیں اس وقت انجنیئر سے مشورہ کرتے ہیں، کپڑے بنانے ہوں درزی کی دوکان پر جاتے ہیں، جوتا ٹوٹ جائے موچی کے پاس حاضری دیتے ہیں، بال بنانے ہوں نائی کے آگے سر جھکاتے ہیں، دنیا کی عدالت میں مقدمہ لڑنا ہو تو وکیل کی مدد لیتے ہیں بجلی خراب ہو جائے تو الیکٹریشن کو بلاتے ہیں کیونکہ ذرا سی غلطی جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔ الغرض ہر معاملے میں اس کے ماہر کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، لیکن دین کو آپ لوگوں نے مذاق بنا لیا ہے کہ ہر کوئی اٹھے اور اپنی مرضی سے عمل کرے، کل اللہ سے کہہ دیں گے ہمیں یہی سمجھ آیا تھا۔

دنیا کا قانون تو یہ ہے کہ جب تک کوئی MBBS نہ کرے ڈاکٹر نہیں بن سکتا، قانون نہ پڑھے وکیل اور جج نہیں بن سکتا، کیا اللہ کا دین اتنا لاوارث ہے کہ جو جاہل اٹھے اور اس میں اپنی مرضی سے تحریف کرے؟ ایک عام شخص کو جب یہ معلوم ہی نہیں کہ آیا یہ حدیث ناسخ ہے یا منسوخ، ضعیف ہے یا صحیح، وہ کیسے اپنی مرضی سے عمل کر سکتا ہے؟

جب اس طرح اپنی مرضی والا کام شروع ہوتا ہے تو پھر نتیجہ گمراہی کی صورت میں نکلتا ہے، اور اپنے آپکو سچا ثابت کرنے کے لیے صحابہ کو نعوذ باللہ کبھی بدعتی کہا جاتا ہے اور کبھی قرآن و حدیث کی مخالفت کرنے والا کہا جاتا ہے۔ غیر مقلدین اور نام نہاد جماعت المسلمین نے اپنی مرضی کرنا شروع کی آج وہ گمراہی کے گھڑوں میں پڑے ہوئے ہیں، جس سے ان کا نکلنا مشکل ہو گیا ہے۔ جماعت المسلمین رجسٹرڈ کے ایک مبلغ نے مولانا نیاز علی شاہ مدظلہ کے سامنے لاجواب ہو کر اس بات کا اقرار کیا کہ میں اگرچہ غلط راستے پر ہوں لیکن میرا اب یہاں سے واپس مڑنا مشکل ہے۔ کاش! آپ مجھے پہلے ہی یہ باتیں سمجھا دیتے۔

زیادہ سے زیادہ مدت حمل کتنی ہے؟

غیر مقلد حماد اقبال صاحب صراط مستقیم صفحہ 49 پر لکھتے ہیں کہ:

''کیا یہ باتیں تسلیم کی جاسکتی ہیں کہ شوہر کی وفات کے دو سال بعد بچے کی ولادت ہو'' ؟ (صراط مستقیم کی پہچان ص 49)

حماد اقبال صاحب اور ان کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ ہماری ہر بات قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اگر آپ اپنے اس دعوے میں سچے ہیں تو پھر ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مدت حمل اگر دو سال سے کم ہے تو پھر اس پر آیت یا حدیث پیش کریں کیونکہ حماد اقبال صاحب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا انکار کررہے ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ:

''کیا یہ باتیں تسلیم کی جاسکتی ہیں''؟

ایک طرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث:

لایزید المرأة فی حملها علیٰ سنتین قدر ظل المغزل. (دارقطنی) الولد لا یبقی فی البطن اکثر من سنتین ولو بظل مغزل. (هدایه صفحه 437)

یعنی زیادہ سے زیادہ مدت حمل دو سال ہے۔ اور دوسری طرف حماد اقبال صاحب کا یہ کہنا کہ:

''یہ باتیں تسلیم نہیں کی جاسکتیں''۔

ایک طرف یہ روایت:

عن الولید بن مسلم قال سألت مالکاً عن هٰذا الحدیث فقال من یقول هٰذا هٰذه جارتنا امرأة محمد بن عجلان تحمل کل بطن أربع سنین.

(دار قطنی)

ولید بن مسلم سے روایت ہے کہ: میں نے مالک سے پوچھا اس حدیث کے بارے میں تو امام مالک نے فرمایا یہ بات کون کہتا ہے؟ یہ ہماری لڑکی جو محمد بن عجلان کی بیوی ہے اس کا حمل ہر مرتبہ چار سال تک رہتا ہے۔

اور دوسری طرف منکر حدیث کا قول کہ: ''یہ باتیں نہیں تسلیم کی جاسکتیں''۔

ایک طرف عظیم محدث امام بیہقی کا یہ قول کہ:

ویؤیدہ قول عمر تتربص امرأۃ المفقود اربعۃ عوامٍ

اور دوسری طرف اس کا انکار۔

خطبہ جمعہ کے وقت دو رکعت پڑھنا

فتنہ مفسدین لا مذہب غیر مقلدین ایسی احادیث کی تلاش میں رہتے ہیں جن میں ایسے احکام ہوں جو ابتداً کرنا جائز تھے لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو منسوخ فرما دیا، جب ایسی حدیث مل جائے تو پھر وہ حدیث اپنے چیلوں کو سکھا کر گلی گلی محلّہ محلّہ قریہ قریہ بھیج دیتے ہیں: اجی ہم تو حدیث پر چلنے والے لوگ ہیں حنفی حدیث پر نہیں چلتے فقہ پر چلتے ہیں۔

احناف کا مسلک

جمعہ کے دن امام کے نکلتے ہی لوگوں کو نہ تو کوئی نماز پڑھنی چاہیے اور نہ ہی کوئی بات کرنی چاہیے۔(ھدایہ)

یعنی جب امام عربی خطبہ شروع کرے تو اس وقت کلام کرنا یا کوئی نماز پڑھنا منع ہے (البتہ صاحب ترتیب آدمی اپنی فوت شدہ فرض نماز پڑھ سکتا ہے)۔

غیر مقلد حماد اقبال صاحب لکھتے ہیں:

”دوران خطبہ ایک شخص آیا اور بیٹھ گیا آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ اٹھو اور دو رکعتیں پڑھو لوگ ان احادیث پر عمل نہیں کرتے بلکہ فقہ پر عمل کرتے ہیں الا ماشاء اللہ آخر ایسا کیوں ہے حدیث کے ہوتے ہوئے بھی اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان پر عمل نہیں ہوتا فقہ پر عمل ہوتا ہے“

(صراط مستقیم کی پہچان ص 30)

حماد اقبال صاحب نے اپنی بری عادت کے موافق لوگوں کو عوام کالانعام سمجھتے ہوئے دھوکہ دینے کی کوشش کی، اور اس مسئلے میں بھی وہ حدیث پیش کی جس کا حکم بتصریح محدثین و مجتہدین منسوخ ہے، اور ان احادیث کثیرہ کو چھپانے کی کوشش کی جن کا حکم اسکے خلاف ہے، حماد اقبال صاحب نے

ھدایہ کی یہ بات تو ذکر کر دی کہ جب امام خطبہ کے لیے نکلے تو پھر لوگوں کو نہ تو نماز پڑھنی چاہیے اور نہ ہی کوئی بات کرنی چاہیے، اور پھر اس پر تنقید شروع کر دی کہ یہ فقہ کی بات ہے حدیث نہیں لیکن اگلی سطر میں لکھی ہوئی حدیث ذکر نہیں کی جس میں اس مسئلے کی خوب وضاحت ہے چنانچہ ھدایہ میں لکھا ہوا ہے:

قوله عليه السلام اذا خرج الامام فلا صلاة و لا كلام .

ترجمہ......☆ آپ ﷺ نے فرمایا جب امام (خطبہ کے لیے) نکلے تو پھر نہ تو کوئی نماز ہے اور نہ ہی کوئی کلام۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ جمعہ کے وقت کلام کرنا یا نماز پڑھنا منع ہے۔

نمبر2:

ان رسول الله ﷺ قال اذا قلت لصاحبك يوم الجمعة انصت و الامام يخطب فقد لغوت.

(متفق عليه)

نمبر3:

عن ابى هريرة رضى الله عنه عن رسول الله ﷺ انه سمعه يقول اذا قلت لصاحبك انصت و الامام يخطب يوم الجمعة فقد لغوت

(معانى الاثار)

ترجمہ......☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جمعہ کے دن امام کے خطبہ دینے کی حالت میں اگر تو نے اپنے ساتھی سے یہ بھی کہا کہ چپ ہو جا پھر بھی تو نے لغو بات کی۔ یعنی کوئی بات کر رہا ہو تو دوسرے کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ اس کو کہے چپ ہو جاؤ۔ اس مفہوم کی اور کئی احادیث بھی ہیں جن کو امام طحاوی نے معانی الاثار اور دیگر محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے ۔ اسی طرح کی ایک روایت امام ترمذی نے ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

نمبر4:

حدیث ابی هریرة حدیث حسن صحیح والعمل علیه عند اهل العلم کرهوا للرجل ان یتکلم والامام یخطب فقالوا ان تکلم غیره فلا ینکر علیه الا بالاشارة (ترمذی ج ۱ ص ٦٧)

ترجمہ......☆ابو ہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے اور اہل علم کا اس پر عمل ہے جس وقت امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت آدمی کا بات کرنا مکروہ ہے اہل علم نے کہا ہے کہ اگر کوئی دوسرا آدمی بات کر رہا ہو تو اس کو بھی بات کے ذریعے روکنا منع ہے الا یہ کہ اشارہ کرے۔

نمبر5:

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول اللهﷺ کان یخطب یوم الجمعة فقرأ سورة فقال ابوذر لأبی بن کعب متیٰ نزلت هٰذه السورة فاعرض عنه فلما قضی رسول اللهﷺ صلاته قال أبی لابی ذر مالک من صلاتک الا ما لغوت فدخل ابوذر علی النبیﷺ فاخبره بذالک فقال رسول اللهﷺ اصدق أبی .

ترجمہ......☆حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ جمعہ دے رہے تھے، آپ ﷺ نے ایک سورہ پڑھی تو ابو ذر نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ سورہ کب نازل ہوئی ہے؟ ابی بن کعب نے کوئی جواب نہ دیا، جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کی تو ابی بن کعب نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: تمہیں نماز سے کچھ حاصل نہیں ہوا سوائے اس لغو بات کے۔ (یہ بات سن کر) ابو ذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور اس بات کی خبر دی کہ (ابی بن کعب کہتے ہیں کہ بات کرنے کی وجہ سے کوئی ثواب نہیں ملا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابی نے سچ کہا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فقد امر رسول اللهﷺ بالانصات عند

الخطبة و جعل حکمها فی ذالک کحکم الصلوة و جعل الکلام فیها لغواً........ فثبت بذالک ان الصلوۃ فیها مکروهة.(معانی الاثار ج ا ص252)

ترجمہ......☆ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کے وقت خاموش رہنے کا حکم دیا اور خطبہ کی حالت کا حکم نماز کی حالت کے حکم کی طرح بتایا اور اس وقت کلام کرنے کو لغو بتایا............پس اس سے ثابت ہوا کہ اس وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

نمبر6:

عن عروة قال اذا قعد الامام علی المنبر فلا صلاة. (مصنف ابن ابی شعبه)

ترجمہ......☆ جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو پھر کوئی نماز نہیں ۔

نمبر7:

عن ابن عباس وابن عمر انهما کانا یکرهان الصلوة والکلام بعد خروج الامام. (ابن ابی شیبه جزاول ص448 حدیث 5175)

ترجمہ......☆ حضرت علی وابن عمر وابن عباس رضی اللہ عنہم امام کے خطبہ کے لیے آنے کے بعد نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے ۔

نمبر8:

عن الزهری انه قال فی الرجل یجیء یوم الجمعة والامام یخطب یجلس ولایصلی .(مصنف ابن ابی شیبه جزاول ص447)

ترجمہ......☆ امام زہری سے روایت ہے کہ جو شخص اس حالت میں آئے کہ امام خطبہ دے رہا تھا تو اس کو چاہیے کہ وہ بیٹھ جائے اور نماز نہ پڑھے ۔

نمبر9:

وهو قول سفیان ثوری . (ترمذی)

ترجمہ......☆ یہی سفیان ثوری کا قول ہے۔
علامہ عینی رحمہ اللہ عمدۃ القاری ج 6 ص 231 میں لکھتے ہیں:
نمبر 10:

قال القاضی قال مالک الیث ابو حنیفه وجمهور السلف من الصحابة و التابعین لا یصلیهما و هو مروی عن عمر وعثمان وعلی رضی الله عنهم.

ابوحنیفہ اور جمہور صحابہ وتابعین کا یہی مسلک تھا کہ خطبہ کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے اور یہی مسلک حضرت عمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم کا تھا ۔
نمبر 11:
یہی قول محمد بن سیرین، شریح، سفیان ثوری، ابراہیم نخعی، قتادہ، ابن عباس، ابن عمر کا ہے ۔
چنانچہ امام شعبی فرماتے ہیں۔
نمبر 12:

لقد رأیت شریحا اذا جاء وقد خرج الامام لم یصل .(معانی الاثار ج 1 ص 253 مصنف ابن ابی شیبه جز اول ص 447)

ترجمہ......☆ میں نے شریح کو دیکھا کہ خروج امام کے بعد وہ آئے اور انہوں نے نماز نہیں پڑھی۔
نمبر 13:

عن ابن شهاب فی الرجل ید خل المسجد یوم الجمعة و الامام یخطب قال یجلس ولا یسبح ای لا یصلی. (أیضاً).

ترجمہ......☆ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ خطبہ کے وقت نماز نہ پڑھے اور بیٹھ جائے۔

نمبر 14:

ان ابا قلابة جاء يوم الجمعة والامام يخطب فجلس ولم يصل (أيضاً)

ترجمہ......☆ ابو قلابہ خطبہ کی حالت میں آئے اور بیٹھ گئے نماز نہیں پڑھی۔

نمبر 15:

عن عقبة بن عامر الصلوة و الامام على المنبر معصية (أيضاً).

ترجمہ......☆ عقبہ بن عامر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام منبر پر ہو اس وقت نماز پڑھنا گناہ ہے۔

نمبر 16:

عن ابن شهاب قال اخبرني ثعلبة بن ابي مالك القرظي ان جلوس الامام على المنبر يقطع الصلوة و كلامه يقطع الكلام و قال انهم كانوا يتحدثون حين يجلس عمر بن الخطاب على المنبر حتىٰ يسكت المؤذن فاذا قام عمر على المنبر لم يتكلم احد حتىٰ يقضي خطبتيه كلتيهما ثم اذانزل عمر عن المنبر وقضى خطبتيه تكلموا. (و أيضاً)

ترجمہ......☆ ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ مجھے خبر دی ثعلبہ بن ابی مالک نے کہ امام کا منبر پر بیٹھنا نماز کو ممنوع کر دیتا ہے اور امام کا خطبہ دینا بات کرنے کو ممنوع کر دیتا ہے اور فرماتے ہیں کہ صحابہ اور تابعین اس وقت باتیں کرتے تھے جب عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے ہوتے یہاں تک کہ موذن اذان دے کر خاموش ہوتا پھر عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے اس وقت کوئی بھی بات نہ کرتا یہاں تک کہ وہ دونوں خطبے ختم کرتے پھر جب وہ منبر سے اترتے اس وقت لوگ باتیں کرتے۔

نمبر17:

عن مجاهد انه كره ان يصلي والامام يخطب.

ترجمہ......☆ مجاہد رحمہ اللہ خطبے کے وقت نماز کو مکروہ سمجھتے تھے۔

نمبر18:

ان عبدالله بن صفوان جاء و عبدالله بن زبير يخطب فجلس ولم يركع فلم ينكر ذالك عليه عبدالله بن زبير ولا من كان بحضرته من اصحاب رسول الله ﷺ و تابعيهم.

ترجمہ......☆ عبداللہ بن صفوان مسجد میں آئے اور عبداللہ بن زبیر خطبہ دے رہے تھے انہوں نے نماز نہیں پڑھی اور بیٹھ گئے اس پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا حالانکہ وہاں صحابہ بھی تھے۔

نمبر19:

عن ثعلبه بن ابي مالك القرظي فقال ادركت عمر و عثمان فكان الامام اذا خرج تركنا الصلوة و اذاتكلم تركنا الكلام. (مصنف ابن ابی شیبه)

ترجمہ......☆ فرماتے ہیں میں نے عمر و عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا جب امام آتا ہم نماز ترک کردیتے جب وہ خطبہ شروع کرتا ہم کلام ترک کردیتے۔

قارئین کرام!

یہ تمام روایات اور آثار اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ جب امام خطبہ شروع کرے اس وقت نہ تو نماز پڑھنی چاہیے اور نہ ہی کوئی بات کرنی چاہیے۔ جبکہ غیر مقلدین کا ٹولہ ان تمام روایات کا قولاً و فعلاً و کتابتاً منکر ہے، اور انانیت میں اس حد کو پہنچ چکا ہے کہ احادیث صحیحہ کو ٹھکرانا اس کے لیے معمولی نوعیت کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دجالی فتنہ سے محفوظ فرمائے۔

باقی رہی وہ روایت جس میں دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے اس کے بارے میں بھی ہم قرآن و حدیث کے ماہرین یعنی محدثین و مجتہدین کی طرف رجوع کرتے ہیں، کیونکہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین

،محدثین اور مجتہدین کے مقابلے میں غیر مقلدین کا کوئی اعتبار نہیں جنہیں نہ تو قرآن پر عبور ہے اور نہ ہی احادیث نبویہ پر۔ یہ تو وہ ٹولہ ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نعوذ باللہ بدعتی کہتا ہے، اس ٹولے کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے چڑ ہے، یہ وہ ٹولہ ہے جو بخاری و مسلم اور دیگر کتب حدیث سے اپنے مطلب کی احادیث لیتا بھی ہے اور دن رات ان محدثین کو مشرک بھی کہتا ہے۔وہ روایت جس میں دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے اس کے بارے میں امام طحاوی فرماتے ہیں۔

ان ذالک من قبل ان ینسخ الکلام فی الصلوۃ ثم لما نسخ فی الصلوۃ نسخ أیضاًفی الخطبۃ .
(طحاوی)

ترجمہ......☆ یہ (خطبہ کے وقت) نماز پڑھنا اس وقت تھا جب نماز میں کلام کرنا جائز تھا پھر جب نماز میں کلام کرنا منسوخ ہوا تو خطبہ کے وقت نماز پڑھنا بھی منسوخ ہو گیا۔(کیونکہ خطبہ کا حکم نماز کے حکم کی طرح ہو گیا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے)۔

انما ھٰذا علی من دخل المسجد فی حال یحل فیھا الصلوۃ لیس علی من دخل المسجد فی حال لا یحل فیھا الصلوۃ ألا تریٰ ان من دخل المسجد عند طلوع الشمس او عند غروبھا او فی وقت من ھٰذہ الاوقات المنھی عن الصلوۃ .
(معانی الاثار ج ا ص ۲۵۳)

ترجمہ......☆ یہ (خطبہ کے وقت نماز پڑھنے کا حکم) اس شخص کے لیے ہے جو مسجد میں اس وقت داخل ہو جس وقت نماز پڑھنا جائز ہوتا ہے، کیونکہ جو شخص طلوع وغروب شمس کے وقت داخل ہو اس کو نماز پڑھنے کی ممانعت ہے (اسی طرح خطبہ کے وقت بھی ممانعت ہے)۔

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اجاب اصحابنا عن حدیث الباب و نحوہ باجوبۃ انہ علیہ السلام أنصت لہ حتیٰ فرغ من الصلوۃ و الدلیل علیہ ما اخرج ابن ابی شیبۃ ان النبی علیہ

السلام حیث أمره ان یصلی رکعتین أمسک عن الخطبة حتیٰ فرغ من رکعتیه ثم عاد الی الخطبة(جز 1 ص 447 حدیث 1563) و کذا روی دارقطنی.

ترجمہ......☆حضور ﷺ نے جب اس کو دو رکعت کا حکم دیا تھا تو آپ ﷺ خطبہ سے خاموش ہو گئے تھے یہاں تک کہ اس نے نماز ختم کی تو پھر آپ ﷺ نے خطبہ شروع کیا۔

ان روایات سے معلوم ہوا یا تو وہ روایت جس میں خطبہ کے وقت نماز پڑھنے کا حکم ہے منسوخ ہے اور یا آپ ﷺ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے تھے۔

استاذ المحدثین مولانا محمود حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ حدیث جس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ: جس شخص نے امام کے خطبہ کی حالت میں دوسرے کو یہ بھی کہا کہ خاموش ہو جا تو اس نے لغو بات کی''۔اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام کے خطبہ دینے کی حالت میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ساقط ہو جاتا ہے،یعنی کسی کو اچھی بات کا حکم کرنا یہ فرض ہے اور خطبہ کی حالت میں یہ فریضہ ساقط ہو جاتا ہے،لہٰذا دو رکعت جو نفل ہے وہ پڑھنا کیسے جائز ہوگا؟ جب کہ ایک فرض ادا کرنے سے روک دیا گیا۔

قارئین!

اس ساری تفصیل سے آپ نے بخوبی اندازہ لگا لیا ہوگا کہ غیرمقلدین اور ان کی پیداوار ۱۹۷۵ء میں بننے والی نام نہاد ''جماعت المسلمین'' کے لوگ کس طرح قرآن وحدیث کا دلفریب نعرہ لگا کر دین اسلام میں تحریف کے مرتکب ہورہے ہیں ۔

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا

جہالت ایسا عیب ہے کہ اگر یہ کسی میں پایا جائے اور پھر وہ شخص خاموش بھی نہ رہے تو یہ عیب اسے رسوا کر دیتا ہے اور اگر جہالت کے ساتھ بد دیانتی بھی شامل ہو جائے تو پھر اللہ ہی حافظ۔

کچھ انہی عیوب کا ظہور غیر مقلدین کے حماد اقبال صاحب سے بھی ہوتا رہتا ہے، چنانچہ صراط مستقیم میں لکھتے ہیں:

سیدنا سہیل اور ان کے بھائی رضی اللہ عنہما کی نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد ہی میں پڑھائی (جبکہ ہدایہ ج1 ص 161 پر لکھا ہے) ''جنازے کی نماز باجماعت مسجد میں ادا نہ کرنی چاہیئے'' انصاف سے بتائیے کس کی بات تسلیم کی جائے؟ (صراط مستقیم کی پہچان ص 43)

یہ وہ عبارت ہے جو حماد اقبال صاحب نے اپنے کتابچے میں تحریر کی اور پھر سوال کیا کہ انصاف سے بتائیے کس کی بات تسلیم کی جائے؟۔

جناب حماد اقبال صاحب! اگر آپ واقعی انصاف کے طالب ہیں تو پھر غور سے پڑھیے۔ سب سے پہلے اپنی نیت صاف کریں اور بد دیانتی کو ترک کریں، کیونکہ آپ نے اس عبارت میں دو بد دیانتیاں کی ہیں۔

(۱) حدیث مکمل ذکر نہیں کی بلکہ اپنے مطلب کا ایک ٹکڑا ذکر کیا ہے۔

(۲) ہدایہ کی بھی پوری عبارت ذکر نہیں کی وہ بھی پوری دیکھ لیں۔

ان عائشة رضی الله عنها حین توفی سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه قالت ادخلوا به المسجد حتیٰ اصلی علیه فانکر الناس ذالک علیها فقالت لقد صلی رسول الله ﷺ علی سهیل البیضاء فی المسجد. ﴿معانی الآثار ج ا﴾

ترجمہ......☆جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ان کی میت مسجد میں داخل کروتا کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے ،لیکن لوگوں نے اس سے انکار کردیا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور ﷺ نے سہیل بن البیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی۔

عن عائشة لما توفی سعد بن ابی وقاص قالت ادخلوبه المسجد حتیٰ اصلی علیه فانکر ذالک علیها فقالت واللہ لقد صلی رسول اللہ ﷺ علی ابنی البیضاء فی المسجد سهیل و اخیه.
﴿مسلم ج1ص313﴾

اب ہدایہ کی پوری عبارت دیکھیں:

ولا یصلی علی میت فی مسجد جماعة لقول النبی ﷺ من صلی علی جنازةفی المسجد فلا اجر له و لانه بنی لاداء المکتوبات ولانه یحتمل تلویث المسجد ﴿هدایه ج1ص193﴾

ترجمہ......☆اور مسجد میں میت پر نماز جنازہ باجماعت نہیں پڑھی جائیگی کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔(ابوداؤد۔ابن ماجہ جزاول صفحہ486حدیث1517) اوراس لئے بھی کہ مساجد تو مکتوبات کی ادائیگی کے لئے بنائی گی ہیں اور اس میں مساجد کے ملوث ہونے کا احتمال بھی ہے۔

احناف کا مسلک

احناف کا یہی مسلک ہے جو اس حدیث اور عبارت سے ظاہر ہوتا ہے ،یعنی مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز نہیں، البتہ اگر میت مسجد سے باہر ہو اور امام چند نمازیوں کو لیکر مسجد سے باہر کھڑا ہو جائے اور باقی نمازی مسجد کے اندر ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

مزید احادیث

حدیث نمبر 1:

عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال من صلی علی جنازة فی مسجد فلاشیء له. (ابوداؤد)

حدیث نمبر 2:

عن ابی هریرة من صلی علی جنازة فی مسجد فلیس له شیء.(ابن ماجه جز 1ص486 حدیث1517)

ترجمہ......☆حضور ﷺ نے فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔

قال محمد فی موطا وموضع الجنازة باالمدینة خارج من المسجد وهو الموضع الذی کان النبی ﷺ یصلی علی الجنازة فیه.

ترجمہ......☆امام محمد رحمہ اللہ نے موطا میں فرمایا مدینہ میں وہ جنازہ گاہ جس میں حضور ﷺ جنازہ ادا فرماتے تھے مسجد سے باہر تھی۔

جناب حماد اقبال صاحب! اگر آپ بد دیانتی نہ کرتے اور پوری حدیث ذکر کرتے تو آپ کو اپنے سوال کا جواب خود مل جاتا۔ کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو حدیث آپ نے پیش کی وہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد کی ہے اور واقع یوں ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ان کی میت مسجد میں داخل کر کے نماز پڑھی جائے آگے حدیث کے الفاظ ہیں ''فانکر الناس'' لوگوں نے اس سے انکار کر دیا، حضرت عائشہ میت کو مسجد میں داخل کرنے کا کہہ رہی ہیں اور لوگ انکار کر رہے ہیں ظاہر ہے وہ لوگ صحابہ کرام اور تابعین ہی تھے جنہوں نے اس سے انکار کیا اور انہیں حضور ﷺ کا اس سے منع فرمانا معلوم تھا لیکن حماد اقبال صاحب نے ان الفاظ کو قابل ذکر ہی نہ سمجھا تا کہ لوگوں کو دھوکہ دے سکیں۔

حضرت عائشہ حضور ﷺ کا فعل ذکر فرما رہی ہیں، لہٰذا یہ فعلی حدیث ہوئی جبکہ صحابہ کا انکار کرنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی قولی حدیث کی وجہ سے تھا اور انہیں یہ بات معلوم تھی کہ حضور ﷺ نے حضرت سہیل کا جنازہ پڑھایا تو تھا لیکن بعد میں اس منع فرما دیا تھا، چنانچہ صاحب معانی الاثار احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وھم یومئذ اصحاب رسول اللہ ﷺ دلیل علی انھم قد کانوا علموا فی ذالک خلاف ما علمت ولو لا ذالک لما انکروا ذالک علیھا ﴿معانی الاثار لطحاوی ج ا ص ۳۱۷﴾

ترجمہ......☆ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی بات سے جن لوگوں نے انکار کیا وہ صحابہ اور تابعین تھے اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم تھی کہ حضور ﷺ نے مسجد میں جنازہ پڑھنا منسوخ فرما دیا ہے اور انہوں نے حضور ﷺ کا یہ قول سنا تھا اور یہ اولیٰ ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی حدیث حضور کے فعل کی خبر ہے، جس وقت ایسا کرنا مباح تھا، اور ممانعت نہیں ہوئی تھی، جبکہ ابوہریرہ والی حدیث میں ممانعت ہے اس فعل کی جو پہلے مباح تھا، لہٰذا ابوہریرہ والی حدیث زیادہ اولیٰ ہوگی حضرت عائشہ والی حدیث سے، کیونکہ یہ ناسخ ہے اور حضرت عائشہ والی حدیث منسوخ ہے اور صحابہ کا انکار کرنا اس بات کی دلیل ہیکہ انہیں بھی مسجد میں جنازہ پڑھنے کے منسوخ ہونے کا علم تھا اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ انکار کیوں کرتے؟۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ حضرت سہیل کا جنازہ مسجد میں پڑھایا تو تھا لیکن بعد میں اس سے منع فرما دیا تھا۔

کئی محدثین نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ حضور ﷺ نے کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں جنازہ پڑھایا تھا، بعض نے کہا بارش ہو رہی تھی، یا حضور ﷺ مسجد میں معتکف تھے۔ ﴿الکوکب الدری ج1 ص215﴾

غیر مقلدین کے جید عالم مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری بھی لکھتے ہیں:

مسجد میں جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔

(کتاب الجنائز ص 54)

لیکن حماد اقبال صاحب انتہائی نامناسب حرکت کرتے ہوئے آدھی حدیث اور آدھی ہدایہ کی عبارت پیش کر کے امت میں افتراق اور انتشار پھیلانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من شرہ اگر پوری حدیث لکھ دیتے تو بات واضح ہو جاتی لیکن حماد اقبال صاحب نے ولاتقربوالصلوۃ (نماز کے قریب نہ جاؤ) تو پڑھ لیا، لیکن وانتم سکاریٰ (نشے کی حالت میں) کو ماں کا دودھ سمجھ کر ہضم کر گئے۔ فقہ سے اتنی چڑ ہے کہ اب حدیث پر ہاتھ صاف کرنے لگے ہیں۔

ع تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

اقامت کے الفاظ

غیر مقلد حماد اقبال صاحب نے انتہاء کر دی ہے، ہر جگہ احادیث کو چھپانے کی کوشش سے معلوم نہیں کیا حاصل ہوتا ہے، یہ اللہ ہی جانتا ہے لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ یہ فتنہ مسلمانوں میں افتراق وانتشار پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے جس کی سرکوبی تمام مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔ حماد اقبال صاحب نے اقامت کے مسئلہ میں بھی احناف کی مستدل احادیث کو چھپانے کی کوشش کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان کے کلمات دوہرے کہیں اور اقامت کے کلمات سوائے قد قامت الصلوۃ کے اکہرے کہیں ۔ اب ایک بھی حنفی اس حدیث پر عمل نہیں کرتا بلکہ ھدایہ پر عمل کرتا ہے جس کے الفاظ ہیں ولاقامۃ مثل الاذان (ھدایہ باب الاذان جلد اول ص 70)“۔

(صراط مستقیم ص 31)

حماد اقبال صاحب کی اس عبارت سے ان کا ایک اور خبث باطن ظاہر ہوتا ہے وہ یہ کہ حماد اقبال غیر مقلد ہونے کے ساتھ ساتھ منکر حدیث بھی ہیں کیونکہ انہوں نے کہا کہ حنفی حدیث پر عمل نہیں

کرتے بلکہ ھدایہ پر عمل کرتے ہیں حماد اقبال کے اس قول سے معلوم ہوا کہ وہ ان تمام احادیث کے منکر ہیں جن میں اقامت کے الفاظ دو دو مرتبہ کہنے کا حکم ہے اسی لیے انہوں نے وہ ایک حدیث بھی ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ لہٰذا اس مسئلے کو خوب وضاحت سے بیان کیا جاتا ہے۔

عن انس قال امر بلال ان یشفع الاذان و یوتر الاقامة الاالاقامة .

ترجمہ......☆حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے الفاظ دوہرے کہیں اور اقامت کے الفاظ اکہرے کہیں۔اس کے علاوہ اور بھی مختلف طرق سے احادیث ہیں۔

احناف کا مستدل

ان عبد اللہ بن زید رأی رجلاً نزل من السماء علیه ثوبان احضران او بردان احضران فقام علی جذ م حائط فأذن اللہ اکبر اللہ اکبر علی ما ذکرنا فی الباب الا ول ثم قعد ثم قام فاقام مثل ذالک فاتی النبی ﷺ فاخبره فقال نعم ما رأیت علمها بلالاً . (معانی الاثار جلد ۱ ص ۱۰۱)

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آسمان سے ایک آدمی نازل ہوا اس پر دو سبز چادریں تھیں اس نے اذان دی اللہ اکبر اللہ اکبر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ الخ پھر بیٹھ گیا پھر کھڑا ہوا اور اقامت کہی اذان ہی کی طرح، عبداللہ بن زید حضور ﷺ کے پاس آئے اور اس واقع کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا جو تو نے دیکھا ہے وہ بلال کو سکھاؤ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا اقامت اذان ہی کی طرح ہی ہے۔

ان ابا محذورة حدثه ان رسو اللہ ﷺ علمه الاذان تسع عشرة کلمة والاقامة سبع عشر کلمة کلمة الاذان اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشهد ان لااله الا اللہ اشهدان لااله الا اللہ اشهدان محمدالرسول

الله اشهدان محمدالرسول الله اشهد ان لااله
الاالله اشهدان لااله الاالله اشهدان محمد
الرسول الله اشهد ان محمدالرسول الله حی
علی الصلوة حی علی الصلوة حی علی الفلاح
حی علی الفلاح الله اکبر الله اکبر لااله الا
الله.. ولاقامة الله اکبر الله اکبرالله اکبر الله
اکبر اشهدان لااله الاالله اشهد ان لااله الاالله
اشهدان محمدالرسول الله اشهدان
محمدالرسول الله حی علی الصلوة حی علی
الصلوة حی علی الفلاح حی علی الفلاح
قدقامت الصلوة قدقامت الصلوة الله اکبر الله
اکبر لااله الاالله. (ابوداؤد ج1ص80)

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اقامت کے الفاظ دو دو مرتبہ کہے جائیں گے۔

امام ترمذی نے باقاعدہ باب قائم کیا ہے: باب ماجاء فی الاقامۃ مثنیٰ مثنیٰ یعنی یہ باب ہے ان احادیث کے بارے میں جن میں اقامت کے کلمات دوہرے کہنے کا ذکر ہے اس باب کے تحت یہ حدیث لائیں ہیں۔

عن عبد الله بن زید قال کان اذان رسول الله ﷺ شفعاً شفعاً فی الاذان و الاقامة.

(ترمذی ج1ص27)

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کی اذان اور اقامت کے الفاظ دوہرے ہوتے تھے۔

علامہ ابوالفضل احمد بن علی بن محمد العسقلانی المتوفی 852ھ اپنی کتاب الدرایہ میں فرماتے

ہیں:

عن ابی محذورة قال علمنی رسول اللہ ﷺ الاذان تسع عشرة کلمة والاقامة سبع عشرة کلمة........ و صححه ابن خزیمة وابن حبان ....وقال الترمذی حسن صحیح وقال صاحب الالمام رجال ابن ماجه رجال الصحیح وکذا الدار قطنی وکذا الدارمی.

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اقامت کے سترہ الفاظ ہیں اور آگے فرماتے ہیں اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان و امام ترمذی نے صحیح کہا ہے۔ اور اسی طرح ابن ماجہ دار قطنی دارمی کے رجال بھی صحیح ہیں۔ آگے فرماتے ہیں:

عن الشعبی عن عبداللہ بن زید وقد سمعت اذان رسول اللہ ﷺ فکان اذانه مثنیٰ مثنیٰ واقامته کذالک. اخرجه ابوعوانه واخرجه ابوداؤد

امام شعبی روایت کرتے ہیں عبداللہ بن زید سے کہ میں نے حضور ﷺ کی اذان اور اقامت سنیں جن کے الفاظ دوہرے تھے۔ آگے فرماتے ہیں:

و روی البیهقی فی الخلافیات من طریق عبدالله بن محمد بن عبدالله بن زید عن ابیه عن جده انه اری الاذان مثنیٰ مثنیٰ والاقامة مثنیٰ مثنیٰ قال فاتیت النبی ﷺ فاعمته فقال علمهن بلالاً قال فتقدمت فامرنی ان اقیم فاقمت. واسناده صحیح.

اس روایت میں حضور ﷺ نے حکم دیا کہ یہ اذان و اقامت حضرت بلال کو سکھاؤ۔ آگے فرماتے ہیں:

عن الاسود بن یزید ان بلالاً کان یثنی الاذان ویثنی الاقامة اخرجه عبدالرزاق.
(جز 1 ص462 حدیث1790) والطحاوی والدارقطنی والطبرانی

اسود بن یزید سے روایت ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت کے کلمات دوہرے کہا کرتے تھے۔
اس حدیث کو عبدالرزاق اور طحاوی اور دارقطنی اور طبرانی نے نقل کیا ہے۔
اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت کے الفاظ دوہرے کہا کرتے تھے۔ آگے فرماتے ہیں:

وعن ابن ابی جحیفه عن ابیه ان بلالاً کان یؤذن للنبی ﷺ مثنیٰ مثنیٰ ویقیم مثنیٰ مثنیٰ اخرجه الدارقطنی وکذا الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجاله ثقات.

ابوجحیفہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت کے الفاظ دوہرے کہا کرتے تھے ۔ یہ روایت بھی دارقطنی طبرانی کبیر اور اوسط میں ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔
آگے فرماتے ہیں:

وروی الطحاوی من حدیث سلمة بن الاکوع انه کان یثنی الاقامة

امام طحاوی نے سلمہ بن اکوع کی حدیث روایت کی ہے کہ وہ اقامت کے الفاظ دوہرے کہا کرتے تھے۔ آگے فرماتے ہیں:

عن ثوبان انه کان یؤ ذن مثنیٰ مثنیٰ ویقیم مثنیٰ مثنیٰ .

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کہ وہ اذان اور اقامت کے الفاظ دوہرے کہا کرتے تھے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فھٰذا کما رأیت قد اخرج عن ثلاثة من الصحابة انھم کانوا یثنون الاقامة وھم سلمة بن الاکوع وثوبان و ابومحذورة و فی الباب عن عبد اللہ بن زید الانصاری وعلی بن ابی طالب اخرج خبرھما ابن ابی شیبة فی مصنفه واخرج الطبرانی فی الکبیر و الدارقطنی.............ان بلالا کان یؤذن للنبی ﷺ مثنیٰ مثنیٰ و یقیم مثنیٰ مثنیٰ .

جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ تین صحابہ کرام سلمہ بن اکوہ ،ثوبان اور ابومحذورہ رضی اللہ عنہم اقامت کے الفاظ دوہرے کہا کرتے تھے اور اس باب میں عبداللہ بن زید انصاری اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایات بھی ہیں جن کو ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے نقل کیا ہے۔اور دارقطنی میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت کے الفاظ دوہرے کہا کرتے ہیں۔

امام طحاوی رحمہ اللہ شرح معانی الاثار میں فرماتے ہیں:

ففی ھذٰا الاثر ان بلالا اذن بتعلییم عبد اللہ بن زید بامر النبی ﷺ ایاہ بذالک فاقام مثنیٰ مثنیٰ ....ثم قد روی عن بلال انه کان بعد رسول اللہ ﷺ یؤذن مثنیٰ مثنیٰ ویقیم مثنیٰ مثنیٰ فدل ذالک ایضاً علی انتفاء ما روی أنس .

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سیکھانے پر اذان دی جن کو حضور ﷺ نے حکم دیا تھا انہوں نے اقامت کے الفاظ دوہرے کہے۔۔۔۔۔۔۔پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد اذان و اقامت کے الفاظ دوہرے کہا کرتے تھے ۔

پھر امام طحاوی ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

عن الاسود عن بلال انه کان یثنی الاذان و یثنی الاقامة

حضرت بلال اذان واقامت کے کلمات دوہرے کہا کرتے تھے۔

پھر ایک اور حدیث نقل فرماتے ہیں:

عن سوید بن غفلة قال سمعت بلالا یؤذن مثنیٰ و یقیم مثنی. (معانی الاثار ج ا ص ا ۰ ا)

ترجمہ......☆سوید بن غفلہ فرماتے ہیں کہ میں نے بلال کو سنا وہ اذان اور اقامت کے کلمات دوہرے کہا کرتے تھے۔

امام طحاوی تقریباً پندرہ احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فتصحیح معانی هٰذه الاثار یو جب ان تکون الاقامة مثل الاذان سواء علی ما ذکرنا لان بلالا اختلف فیما امر به من ذالک ثم ثبت هو من بعد علی التثنیة فی الاقامة بتوا تر الاثار فی ذالک فعلم ان ذالک هو ما امر به و فی حدیث ابی محذورة التثنیة ایضاً فقد ثبت التثنیة فی الاقامة.

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اقامت اذان کی طرح ہے کیونکہ بلال کو جس کا حکم دیا تھا اس میں اختلاف تھا لیکن متواتر احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ ان کو اقامت کے الفاظ دوہرے کہنے کا حکم دیا گیا تھا اور ابو محذورہ کی حدیث سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اقامت کے کلمات دوہرے کہے جائیں گے۔

قارئین کرام!

ان احادیث کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن کو اختصار کی وجہ سے ذکر نہیں کیا۔ لیکن حماد اقبال صاحب نے یہ کہہ کر کہ ''حنفی حدیث پر عمل نہیں کرتے'' یا تو ان احادیث کو چھپانے کی کوشش کی یا وہ سرے سے ان احادیث کے منکر ہیں۔

نعوذ باالله من شر ذالک ۔

کتے کے جوٹھے کا حکم

حماد اقبال صاحب لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوے لکھتے ہیں:

''ایک طرف اشرف علی تھانوی کا یہ فتویٰ کہ کتے کا جھوٹا نجس ہے اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اور دوسری طرف اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے کسی برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسکی پاکی کیلیے اس کو سات بار دھونا چاہیے اور پہلی بار اس کو مٹی مل کر صاف کرنا چاہیے''

(صراط مستقیم صفحہ 45)

حماد اقبال صاحب نے انتہای بدیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُن احادیث کو چھپانے کی کوشش کی ہے جن میں تین مرتبہ اور آٹھ مرتبہ ہاتھ دھونے کا حکم ہے لہذا اس مسئلے کو خوب وضاحت سے بیان کیا جاتا ہے۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال اذا ولغ الكلب فی الاناء فغسلوه سبع مرات و اولاهن باالتراب.

ترجمہ......☆جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اس کو سات مرتبہ دھوؤ اور پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ۔

اس سے ملتی جلتی مختلف طرق سے اور روایات بھی ہیں اور یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک ہے۔جبکہ احناف دوسری احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 1

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال اذا ولغ الكلب فی الاناء فاهرقه ثم اغسله ثلاث مرات.

(دارقطنی جز1ص66)

ترجمہ......☆حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو بہادو پھر اس کو تین مرتبہ دھوؤ۔

حدیث نمبر2

عن ابی هريرة رضی الله عنه انه كان اذا ولغ الكلب فی الاناء اهراقه وغسله ثلاث مرات.

(دارقطنی جز1ص66)

ترجمہ......☆جب کتا برتن میں منہ ڈالتا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو بہاتے اور تین مرتبہ دھوتے۔

حدیث نمبر3

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذاولغ الكلب فی اناء احدكم فليهرقه و ليغسله ثلاث مرات.

ترجمہ......☆حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو بہادو اور تین مرتبہ دھوؤ۔

حدیث نمبر4

عن أبی هريرة عن النبی ﷺ فی الكلب يلغ فی الاناء انه يغسله ثلاثا أو خمسا أو سبعا. (دار قطنی جز 1 ص 65)

ترجمہ......☆حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: کتا برتن میں منہ ڈالے تو اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھوؤ۔

حدیث نمبر5

عن ابی هريره فی الاناء يلغ فيه الكلب أو الهر قال يغسل ثلاث مرار.

(شرح معانی الاثار)

ان تمام احادیث میں تین مرتبہ دھونے کا حکم ہے، بلکہ حدیث نمبر۲ میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا عمل بھی ذکر ہے کہ انہوں نے تین مرتبہ دھویا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سات مرتبہ دھونے کا حکم منسوخ ہے۔ اور محدثینؒ نے اس بات کی تصریح بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ عظیم محدث امام طحاوی رحمہ اللہ اپنی حدیث کی کتاب شرح معانی الاثار صفحہ 21 پر لکھتے ہیں:

عن أبی ھریرۃ فی الاناء یلغ فیه الکلب أو الھرۃ قال یغسل ثلاث مرار فلما کان أبو ھریرۃ قد رأی أن الثلاث یطھر الاناء من ولوغ الکلب فیه. وقد روی عن النبی ﷺ ما ذکرنا ثبت بذالک نسخ السبع لانا نحسن الظن به فلا نتوھم علیه انه یترک ما سمعه من النبی ﷺ الا الی مثله والا سقطت عدالته فلم یقبل قوله ولا روایته.

ترجمہ......☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کتا یا بلی برتن میں منہ ڈالیں تو تین مرتبہ دھوئے۔ پس جب ابو ہریرہ کتے کے جھوٹے برتن کی طہارت تین مرتبہ سے سمجھتے ہیں اور نبی کریم ﷺ سے منقول جو روایت ہم نے ذکر کی ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ سات مرتبہ دھونے والا حکم منسوخ ہے اس لیے کہ ہم ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے حسن ظن رکھتے ہیں ہمیں ان پر یہ وہم نہیں کہ انہوں نے جو کچھ نبی اکرم ﷺ سے سنا تھا اس کو چھوڑ دیا۔ اگر ایسا ہوتا تو اس سے ان کی عدالت ساقط ہو جاتی اور پھر نہ تو ان کا قول قبول کیا جاتا اور نہ ہی انکی روایت قبول کی جاتی۔ ﴿شرح معانی الاثار ص 21﴾

امام طحاوی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سات مرتبہ دھونے کا حکم منسوخ ہے اس بات کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں ہاتھ کے ساتھ پیشاب یا پاخانہ لگنے کی صورت میں تین مرتبہ دھونے کا حکم ہے چناچہ روایت میں ہے:

ان ابا ھریرۃ رضی اللہ عنه کان یقول قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاقام احدکم من اللیل فلا یدخل یدہ فی الاناء حتیٰ یفرغ علیھامرتین او ثلثافانہ لا یدری احدکم این باتت یدہ.

ترجمہ......☆ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے صبح کو کوئی اٹھے تو اپنے ہاتھ کو برتن میں نہ داخل کرے یہاں تک کہ اس پر دو یا تین مرتبہ پانی بہالے کیونکہ کوئی تم میں سے نہیں جانتا کہ ہاتھ رات کو کہاں لگا۔

اس قسم کی اور کئی روایات ہیں۔ایک روایت میں ہے کہ:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قام من النوم افرغ علی یدیہ ثلثا.

ترجمہ......☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے اٹھتے تھے تو تین مرتبہ ہاتھوں پر (پانی) بہاتے تھے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر پیشاب یا پاخانہ ہاتھ سے لگ جائے تو تین مرتبہ دھونے سے ہاتھ پاک ہو جاتا ہے، حالانکہ یہ اغلظ النجاسات ہیں لہذا وہ نجاست جو اس سے کم درجہ کی ہے بطریق اولیٰ پاک ہوسکتی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ سات مرتبہ دھونے کا حکم کیوں دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں سے نفرت پیدا کرنے کے لیے کتوں کو قتل کرنے کا حکم فرمایا تھا، تاکہ لوگ کتے گھروں میں نہ رکھیں اس وجہ سے سات اور آٹھ مرتبہ برتن دھونے کا حکم فرمایا ، چنانچہ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل الکلاب ثم قال مابالھم وبال للکلاب ثم رخص فی کلب الصید و کلب الغنم وقال اذاولغ الکلب فی الاناء فاغسلوہ سبع مرات وعفروہ الثامنة فی التراب.

(مسلم جز1ص235)

اس حدیث میں آٹھ مرتبہ دھونے کا حکم ہے، چنانچہ جب کتوں سے نفرت پیدا ہوگئی تو آپ نے فرمایامالی و للکلاب مجھے کتوں سے کیا لگی اور کتوں کو قتل کرنے کا حکم منسوخ فرمادیا۔

بعض مسائل ایسے ہیں جن کے احکام نرمی سے سختی کی طرف ہوئے جیسے شراب کہ پہلے اس میں نرمی تھی، پھر تھوڑی سی سختی ہوئی کہ اس میں نقصان زیادہ اور فائدہ کم ہے، پھر اور سختی ہوئی کہ نماز کے اوقات میں نہ پیو، پھر اور سختی ہوئی اور شراب بالکل حرام کردی گئی، لیکن بعض مسائل ایسے ہیں کہ جن میں احکام سختی سے نرمی کی طرف ہوئے، مثلاً کتوں کے احکام کہ پہلے ان میں سختی تھی اور کتوں کو قتل کرنے کا حکم تھا اور کتے کے جھوٹے کو سات یا آٹھ مرتبہ دھونے کا حکم تھا پھر بعد میں نرمی کردی گئی اور ان کے قتل کرنے کا حکم منسوخ فرمادیا اور کتے کے جھوٹے کو عام نجاسات کی طرح تین مرتبہ دھونے کا حکم فرمایا۔

قارئین!

اس ساری بحث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ غیر مقلدین کس طرح اسلامی احکامات کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں تاکہ امت مسلمہ میں افراق وانتشار پھیلے۔

مرد عورت کی نماز میں فرق

لا مذہب غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ مرد و عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں ، لا مذہب غیر مقلدین کا یہ مسئلہ قرآن و حدیث سے ہرگز ثابت نہیں، بلکہ اجماع امت اور احادیث کے خلاف ہے، چنانچہ حماد اقبال صاحب لکھتے ہیں کہ:

﴿ بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ عورت ﴾ ''خوب سمٹ کر اور دب کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور بانہیں دونوں پہلو سے ملا دیوے اور دونوں بانہیں زمین پر رکھ دے (جبکہ) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی (مرد ہو یا عورت) سجدے میں اپنے بازو ایسے نہ بچھائے جیسے کتا بچھاتا ہے (بخاری) اب بتایئے کس بات پر عمل ہوگا ؟ اکثر حنفی عورتیں بہشتی زیور کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق سجدہ کرتی ہیں ان کو غور کرنا چاہیے ﴿ صراط مستقیم کی پہچان صفحہ 47''

جناب حماد اقبال صاحب ! شریعت مطہرہ میں کئی احکام ایسے ہیں جن میں مرد اور عورت کے احکام میں فرق ہے۔

(۱) حج مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے، لیکن عورت کے لیے شرط زائد یہ ہے کہ اس کے ساتھ محرم بھی ہونا چاہیے۔

(۲) احرام کھول کر مرد سر منڈاتے ہیں لیکن عورت نہیں منڈاتی۔

(۳) نکاح میں دونوں مشترک ہیں لیکن طلاق صرف مرد دیتا ہے ۔

(۴) طلاق کے بعد عدت صرف عورت کے ساتھ خاص ہے ۔

(۵) مرد کو چار عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے لیکن عورت صرف ایک مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

(۶) مساجد میں اذان صرف مرد دیتے ہیں نہ کہ عورتیں۔

(۷) اقامت مرد کہتے ہیں نہ کہ عورتیں۔

(۸) غیر مقلدین کے اکثر مرد ننگے سر نماز پڑھتے ہیں جبکہ عورتیں ڈوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھتی ہیں۔

(۹) ان کے مردوں کی اکثر کہنیاں اور پنڈلیاں نماز میں ننگی ہوتی ہیں لیکن عورتیں اس طرح نماز نہیں پڑھتی۔

(۱۰) مرد اور عورت کے ستر میں بھی فرق ہے۔

(۱۱) نماز جمعہ مردوں پر فرض ہے جبکہ عورتوں پر نہیں۔

(۱۲) نماز میں کوئی بات پیش آئے تو مرد تسبیح کہے جبکہ عورت ہاتھ سے کھٹکھٹائے۔ (ترمذی)

ان تمام مسائل میں فرق عورت کے ستر اور پردہ کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی وجہ سے ائمہ اربعہ نے رکوع، سجدہ اور قاعدہ وغیرہ میں بھی عورت کے ستر کو ملحوظ رکھا۔ چنانچہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

کہ عورت سمٹ کر سجدہ کرے یہ اس کے پردہ کے زیادہ مناسب ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عورت کے لیے پسندیدہ یہی ہے کہ سمٹ کر سجدہ کرے کیونکہ یہ زیادہ باعث ستر ہے اور ساری نماز میں ستر کا اہتمام کرے (کتاب الاسلام)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورت سمٹ کر سجدہ کرے۔ حنابلہ کی معتبر کتاب مغنی ابن قدامہ میں بھی اس فرق کی صراحت ہے۔

عن وائل بن حجر قال قال رسول الله ﷺ یاابن حجر اذا صلیت فاجعل یدیک حذاء أذنیک والمرأة ترفع یدیها حذاء ثدییها. (کنز العمال ج 7 ص 307. مجمع الزوائد ج9ص374)

ترجمہ......☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابن حجر جب تو نماز پڑھے تو اپنے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا اور عورت اپنے سینے تک اٹھائے۔

(۱) مدینہ منورہ میں امام زہری، مکہ مکرمہ میں حضرت عطاء یہی فتویٰ دیتے تھے ام درداء بھی

کندھوں تک ہاتھ اٹھاتیں تھیں۔حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ عورت ہاتھ اٹھانے میں مرد کی طرح نہیں۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج 1 ص 239)

(۲) عورتوں کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ ان کے لیے سنت یہی ہے کہ سینے پر ہاتھ رکھیں ،یہ مسئلہ اجماعی ہے، اور حدیث میں اجماع سے کٹنے والے کو شیطان کہا گیا ہے۔

(۳) رکوع میں مردوں کو اچھی طرح جھک جانا چاہیے کہ سر اور سرین اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہیے۔(عالمگیری) اس میں بھی ستر کا اہتمام ہے اور اس کے خلاف کسی کا قول نہیں۔(سوائے غیر مقلدین کے)

(۴) مردوں کو رکوع میں کہنیاں پہلو سے جدا رکھنی چاہیے اور عورتوں کو ملی ہوئی (عالمگیری)

(۵) مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھا کر رکھنی چاہیے اور عورتوں کو زمین پر بچھا کر۔

(۶) مردوں کو سجدے میں دونوں پاؤں انگلیوں کے بل کھڑے کرنے چاہیں اور عورتوں کو نہیں (عالمگیری)

عن ابن عمر مرفوعاً اذا جلست المرأة فی الصلوة وضعت فخذها علی فخذها الاخریٰ فاذا سجدت الصقت بطنها علی فخذها کاستر ما یکون فان الله تعالیٰ ینظر الیها یقول یا ملائکتی اشهد کم انی قد غفرت لها.

(بیهقی ج2 ص223)

(۷) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ عورت جب نماز میں بیٹھے تو دایاں ران بائیں ران پر رکھے اور جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں کیساتھ ملا لے جو زیادہ ستر کی حالت ہے اللہ تعالیٰ اسے دیکھ کر فرماتے ہیں فرشتو گواہ ہو جاؤ میں نے اس کو بخش دیا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کی یہ حالت ان کے ساتھ خاص ہے ۔

(۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ مردوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ ان یتجافوا فی سجودهم خوب کھل کر سجدہ کریں اور عورتوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ ان ینخفضن فی سجودهن کہ خوب سمٹ کر سجدہ کیا کریں (بیہقی ج2 ص223)

امام ابوداؤد مراسیل میں روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو فرمایا:

اذاسجدتما فضما بعض اللحم الی الارض فان المرأة فی ذالک لیست کالرجل

(ص 5)

ترجمہ......☆ جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کو زمین سے ملا دو بیشک عورت اس بارے میں مرد کی طرح نہیں۔

آخری خلیفہ راشد حضرت علی فرمایا کرتے تھے کہ:

اذاسجدت المرأة فلتحتفز ولتضم فخذیها.

(ابن ابی شیبہ ج1 ص 241)

جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر سجدہ کرے اور اپنی رانوں کو ملا لے۔

قال علی اذاسجدت المرأة فلتضم فخذ یها.

سنن بیھقی جز2ص222

عن هشام عن الحسن قال المرأة تضم فی السجود. (مصنف ابن ابی شیبہ ص242

جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے عورت کی نماز کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا **تجتمع و تحتفز** یعنی خوب اکھٹی ہو کر اور سمٹ کر نماز پڑھے۔(ابن ابی شیبہ ج1 ص 241)

کوفہ میں ابراھیم نخی رحمہ اللہ مدینہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ بصرہ میں امام حسن بصری رحمہ اللہ یہی فتوٰی دیتے تھے (ایضاً) دور صحابہ، تابعین، تبع تابعین، میں کسی نے اس سے انکار نہیں کیا ائمہ اربعہ کا بھی اس پر اجماع ہے۔

محدثین نے باقاعدہ الگ الگ باب باندھے ہیں کہ عورت سجدہ کیسے کرے گی، ہاتھوں کو کہاں تک اٹھائیں گی؟

لیکن

فتنہ مفسدین لامذہب غیر مقلدین کے حماد اقبال صاحب کہتے ہیں کہ اکثر حنفی عورتیں بہشتی زیور کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق سجدہ کرتی ہیں ان کو غور کرنا چاہیے۔

غیر مقلدوں کی نام نہاد "جماعت المسلمین" کا ایک سرغنہ اسے بہشتی زیور کا خود ساختہ اسلام کہتا ہے۔فقہاء و مجتہدین چونکہ ماہرین ہوتے ہیں اور ان کی نظر قرآن و حدیث پر ہوتی ہے اس لیے وہ ناسخ منسوخ، راجح مرجوح کا فرق کر کے مسئلے کا **استنباط** کرتے ہیں لیکن جس شخص کی نظر ایک ہی حدیث پر ہو تو پھر وہ ایسے ہی فتوے دے گا۔

سجدہ سہو بعد از سلام

منکر حدیث حماد اقبال صاحب شائد یہ سوچ رکھا ہے کہ وہ احادیث جو ہمارے مطلب ہماری خواہش کے خلاف ہیں ان کو چھپانے سے شائد وہ حدیثیں احادیث کی کتابوں سے غائب ہو جائیں گیں؟ یہ غیر مقلدین کی خواہش ہی ہو سکتی ہے اس کی تکمیل نہیں۔

کیونکہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور یہ شریعت آخری شریعت ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود اٹھا رکھی ہے، غیر مقلدین فقہ سے حسد اور بغض کی وجہ سے پاگل ہو چکے ہیں۔ ان کا یہ پاگل پن انہیں قرآن وحدیث میں تحریف کرنے اور ان احادیث کو چھپانے پر مجبور کر رہا ہے جو ان کی خواہش کے خلاف ہیں۔

؎ میرے دل سے گیا پالا ستم گر سے پڑا

مل گئی او غیرے کفران نعمت کی سزا

جب ان کا یہ خبث ظاہر ہوتا ہے تو پھر نتیجہ **خسر الدنیا و الاخرہ** کی صورت میں نکلتا ہے۔ چنانچہ حماد اقبال صاحب لکھتے ہیں کہ (بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ)!

﴿سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر **بیٹھ** کر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے (بہشتی زیور صفحہ ۱۴۹) جبکہ رسول اللہ ﷺ نے التحیات پڑھی پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔ بتائیے کونسی بات عمل کے قابل ہے! بہشتی زیور کی؟ یا پھر رسول اللہ ﷺ کی بات عمل کے قابل ہے؟؟﴾

(صراط مستقیم کی پہچان ص **47**)

ایسی غلیظ حرکت صرف غیر مقلدین کے فسادی ہی کر سکتے ہیں کہ احادیث کثیرہ جو سجدہ سہو بعد از سلام کے بارے میں ہیں ان کو غائب کر دیا اور ایک حدیث اپنے مطلب کی لکھ کر عوام سے سوال کر

رہے ہیں کہ بہشتی زیور قابل عمل ہے یا اللہ کے رسول کی بات؟ ظاہر ہے ہر مسلمان یہی کہے گا رسول ﷺ کی بات قابل عمل ہے۔

قارئین! اب آپ کے سامنے وہ احادیث پیش کی جاتی ہیں جن کو حماد اقبال صاحب نے چھپا کر منکر حدیث ہونے کا ثبوت دیا۔

ع بر عکس نہند نام زنگی کا فور

بخاری شریف:

عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ انصرف من اثنتين فقال له ذواليدين اقصرت الصلوة ام نسيت يا رسول الله ﷺ فقال رسول الله ﷺ اصدق ذواليدين فقال الناس نعم فقام رسول الله ﷺ فصلى اثنتين اخرين ثم سلم ثم كبر فسجد مثل سجوده او اطول.

(بخاری)

ترجمہ......☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے (چار رکعت والی نماز میں) دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں تو حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور دو رکعت مزید پڑھے پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیا اسی طرح یا اس سے زیادہ لمبا۔

مسلم شریف:

اسی طرح مسلم شریف میں بھی سجدہ سہو بعد از سلام کی احادیث ہیں جن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں الفاظ ہیں:

سلم ما بقی من الصلوۃ ثم سجد سجدتین وھو
جالس بعد التسلیم
کہ آپ ﷺ نے سلام کے بعد سجدہ سہو کیا۔
اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں الفاظ ہیں:
ثم سلم ثم سجد سجدتین ثم سلم (مسلم ج ا
ص213)
حضور ﷺ نے سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے اور پھر سلام پھیرا۔

ابوداؤد شریف:

اسی طرح ابوداؤد میں بھی تقریباً دس احادیث ہیں جن میں سجدہ سہو بعد از سلام کا ذکر ہے۔
ایک روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے جس کے آخر میں الفاظ ہیں:
اذا شک احدکم فی صلوته فلیتحر الصواب
فلیتم علیه ثم لیسلم ثم لیسجد
سجدتین(ابو دائود ج 1ص 153) .
یعنی سلام پھیر کر پھر دو سجدے کرے ۔
اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں:
ثم سجد سجدتین فی السھو بعد ما سلم.
(152)
سلام کے بعد سجدہ سہو کرے ۔
اسی طرح حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:
عن ثوبان عن النبی ﷺ قال لکل سھو سجدتان
بعد ما یسلم . (ابو دائود ج1ص156)
حضور ﷺ نے فرمایا ہر سہو کے لیے دو سجدے ہیں سلام کے بعد۔
امام ابوداؤد نے باقاعدہ باب باندھا ہے باب من قال بعد التسلیم اس

باب کے تحت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی روایت لائے ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ قال من شک فی صلوتہ فلیسجد سجدتین بعد ما یسلم .(ص155)

جس کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اس کو چاہیے کہ سلام کے بعد سجدہ سہو کرے۔

ترمذی شریف:

اسی طرح امام ترمذی نے بھی باب قائم کیا ہے: **باب ما جاء فی سجدتی السہو بعد السلام و الکلام** یعنی یہ باب ہے ان احادیث کے بارے میں جن میں سجدہ سہو بعد السلام کا ذکر ہے ۔اس باب کے تحت دو احادیث لائے ہیں ایک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس کے آخر میں الفاظ ہیں "**فسجد سجدتین بعد ما سلم**" سجدہ سہو سلام کے بعد کیا ۔اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں "**ھٰذا حدیث حسن صحیح**" یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

دوسری روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے:

ان النبی ﷺ سجدھما بعد السلام .

(ج1ص52)

نبی اکرم ﷺ نے سلام کے بعد سجدہ سہو کیا ۔

شرح معانی الآثار:

امام طحاوی نے بھی بہت ساری احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

عن المغیرۃ بن شعبۃ قال صلیٰ بنا رسول اللہ ﷺ فسھا فنھض فی الرکعتین فسبحنا بہ فمضی فلما اتم الصلوۃ وسلم سجد سجدتی السھو .(معانی الآثار ص192)

سلام کے بعد سجدہ سہو کیا ۔

ان عمر بن الخطاب صلی صلوۃ المغرب فلم یقراء فی الرکعۃ الاولیٰ شیاء فلما کانت الثانیۃ قراء فیھابفاتحۃ القران و سورۃ مرتین فلما سلم سجد سجدتی السھو (ایضاً)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز میں بھول گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر جب سلام پھرا تو سجدہ سہو کیا ۔

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال سجدتا السھو بعد السلام. (ایضاً)

ترجمہ...... ☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سجدہ سہو سلام کے بعد ہے۔

اسی طرح انس بن مالک اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی حدیث کے الفاظ ہیں سجد سجد تین بعد ما سلم کہ انہوں نے سجدہ سہو سلام کے بعد کیا م۔ان احادیث کے علاوہ اور بھی بہت ساری احادیث ہیں جو مختلف صحابہ کرام اور تابعین سے مروی ہیں۔ چنانچہ امام طحاوی فرماتے ہیں:

وقد روی ایضاً عن عبداللہ بن مسعود و ابن عباس و زبیر وانس بن مالک انھم سجدوا للسھو بعد السلام.(معانی الاثار ج ا ص ۲۹۲).

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اراد بھم النخعی و ابن ابی لیلی و الحسن بصری و سفیان ثوری و اباحنیفۃ و ابا یوسف و محمد و احمد فی روایتہ فانھم قالوا سجدتا السھو بعد السلام سواء کانت لزیادۃ او نقصان وھو مروی عن علی بن ابی طالب وسعد بن ابی وقاص وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عباس و عمار بن یاسر و

عبداللہ بن زبیر وانس بن مالک رضی اللہ عنھم. (عمدۃ القاری)

ان تمام حضرات سے بھی سجدہ سہو بعد السلام منقول ہے ۔
ان کے علاوہ عمران بن حصین، ابو ہریرہ، مغیرہ بن شعبہ، ابن عمر رضی اللہ عنہم اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے بھی یہی منقول ہے ۔

قارئین کرام!

غیرمقلدین کا ایک فرقہ ''جماعت المسلمین رجسٹرڈ'' اسے بہشتی زیور کا خودساختہ اسلام کہتا ہے۔(**نعوذ با اللہ من ذالک**)
یہ مسئلہ کفراور اسلام کا نہیں مگر غیر مقلدین نے ان تمام صحابہ وتابعین کی روایت کردہ احادیث کو خود ساختہ اسلام کہہ کر رد کر دیا لیکن یہ اللہ ہی جانتا ہے ان کی یہ حرکت کفر ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ احناف کے نزدیک افضلیت غیرافضلیت کا ہے کیونکہ احادیث قبل السلام کی بھی ہیں اور بعد السلام کی بھی ہیں احناف بعد السلام کو افضل سمجھتے ہیں اور شوافع قبل السلام کو لیکن غیر مقلدین بعد السلام کی احادیث سے بالکل منکر ہے۔

حالت نماز میں سلام کا جواب دینا

حماد اقبال صاحب چونکہ دوسروں کو یہ بات سمجھاتے ہیں کہ احادیث سے جو کچھ سمجھ آئے اس پر عمل کرو اس لیے خود بھی ایسا ہی کرتے ہیں ۔ چنانچہ بہشتی زیور میں سے ایک مسئلہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (بہیشتی زیور میں لکھا ہے کہ حالت نماز میں):

سلام کے جواب میں ھاتھ اٹھانا اور ھاتھ سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے (بہشتی زیور) (جبکہ)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت نماز میں ھاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دیا ------------------- بتایئے کون سی بات قابل عمل ہے ؟ بہشتی زیور کی ؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ؟

(صراط مستقیم کی پہچان ص 48.47)

حماد اقبال صاحب کہنا چاہتے ہیں کہ بہشتی زیور میں مسئلہ حدیث کے خلاف ہے، ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ مندرجہ ذیل احادیث کو پڑھیں اور ان پر عمل کریں اب آپ کے پاس اللہ کے حضور عذر پیش کرنے کا کوئی بہانا نہیں ہوگا کیونکہ ان احادیث میں آپ کو اصل مسئلہ معلوم ہو جائے گا۔

حدیث نمبرا۔

عن عبداللہ بن مسعود قال کنا نسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی الصلوۃ فیرد علینا فلما رجعنا عند النجاشی سلمنا علیه فلم یرد علینا فقلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنا نسلم علیک فی الصلوۃ فترد علینا فقال ان فی الصلوۃ لشغلا.

(مشکوۃ بحوالہ بخاری و مسلم)

ترجمہ......☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز کی حالت میں حضور ﷺ پر سلام کیا کرتے تھے اور حضور ﷺ سلام کا جواب دیا کرتے تھے پھر جب ہم نجاشی کے پاس سے واپس آئے اور سلام کیا تو آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نماز میں سلام کیا کرتے تھے اور آپ جواب دیا کرتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا نماز میں مشغولیت ہوتی ہے۔

بخاری اور مسلم دونوں میں اس طرح کی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کا جواب دینا ابتدائے اسلام میں تھا لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا، غیر مقلدین پہلے دعویٰ کرتے ہیں کہ فلاں مسئلہ حدیث میں نہیں لیکن جب حدیث پیش کی جاتی ہے تو کہتے ہیں بخاری کی حدیث پیش کرو گویا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں ہم اور کوئی حدیث، اور کوئی کتاب نہیں مانتے، چیخ چیخ کر بخاری کی رٹ لگاتے ہیں، لہذا احماد اقبال صاحب سے عرض ہے کہ یہ بخاری و مسلم دونوں کی حدیث پیش کی ہے۔ مزید احادیث بھی ہیں جنہیں آپ خود ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ اب ابوداؤد کی احادیث پیش کی جاتی ہیں۔ ابوداؤد وہ کتاب ہے کہ جس بارے میں ایک مسعودی فرقے والے نے مجھے (راقم الحروف کو) کہا تھا **"یہ ہمارے مطلب کی کتاب ہے"** اس بات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حضرات حدیث کی کتاب اس غرض سے نہیں پڑھتے کہ اس پر ہم عمل کریں بلکہ پہلے ایک بات سوچتے ہیں اور پھر اس کے مطابق احادیث تلاش کرتے ہیں اور جب اپنے مطلب کی حدیث مل جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اس کتاب کو اپنے مطلب کی کتاب کہنا شروع کر دیتے ہیں (نعوذ باللہ)

حدیث نمبر۲۔

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال کنا نسلم فی الصلوۃ و نأمر بحاجتنا فقدمت علی رسول اللہ ﷺ وھو یصلی فسلمت علیہ فلم یرد علیّ السلام فأخذنی ما قَدُمَ و ماحَدُثَ فلما قضی رسول اللہ ﷺ الصلوۃ قال ان اللہ عزوجل یحدث من أمرہ ما یشاء و ان اللہ تعالیٰ قد أحدث

الاتتکلموا فیالصلوۃ فرد علیّ السلام.

(ابو داؤد ج1ص140)

ترجمہ......☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نماز میں سلام کیا کرتے تھے اور اپنی حاجات کے لیے حکم دیا کرتے تھے میں ایک دن آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے میں نے سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اللہ عزّ وجل جو چاہتے ہیں حکم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ تم نماز میں کلام نہ کرو اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھے سلام کا جواب دیا۔

حدیث نمبر۳۔

عن عبدالله قال کنت اسلم علی النبی ﷺ فی الصلوۃ فیرد علیّ فلما کان ذات یوم سلمت علیه فلم یرد علیّ فوجدتفی نفسی فذکرت ذالک له فقال ان الهھیحدث من أمره ما یشاء .

(معانی الاثارص297)

فرماتے ہیں میں نے نماز میں حضور ﷺ کو سلام کیا حضور ﷺ نے جواب دیا پھر ایک دن میں نے سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا میں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے (یعنی اب اس سے منع فرمادیا ہے)

امام طحاوی کئی احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ففی حدیث ابی بکرۃ عن ابی داؤد ان رسول الله ﷺ رد علی الذی سلم علیه فی الصلوۃ بعد الفراغ منها فذالک دلیل انه لم یکن منه فی الصلوۃ رد السلام علیه. (ص297)

ابی بکرہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر سلام کا جواب دیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سلام کا جواب نماز میں نہیں ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ:

وفی حدیث ابی بکرة أیضاً عن مؤمل فلم یرد علیّ فاخذنی ما قدم و ما حدث ففی ذالک دلیل انه لم یکن منه رد اصلاً بالاشارة ولا غیر لانه لو کان رد علیه باشارته لم یقل لم یرد علیّ.

ابی بکرہ کی حدیث میں فلم یرد علیّ سے معلوم ہوا کہ سلام کا جواب اشارے سے بھی نہیں دیا کیونکہ اگر اشارے سے سلام کا جواب دیا ہوتا تو وہ یہ نہ کہتے فلم یرد علی.

حدیث نمبر۴۔

عن جابر قال کنا مع النبی ﷺ فی سفر فبعثنی فی حاجة فانطلقت الیها ثم رجعت الیه وھو علی راحلته فسلمت علیه فلم یرد علیّ ورأیته یرکع ویسجد فلما سلم رد علیّ. (ص298)

ترجمہ......☆حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ نے مجھے کسی حاجت کے لیے بھیجا میں اس کی طرف گیا پھر واپس لوٹا اور آپ ﷺ اپنی سواری پر تھے میں نے سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا میں نے دیکھا آپ ﷺ رکوع اور سجدہ کر رہے ہیں پھر جب آپ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو میرے سلام کا جواب دیا۔

اور حضرت جابر کی دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

حدیث نمبر۵۔

فلما فرغ من صلاته قال أما انه لم یمنعنی ان ارد علیک الا انی کنت اصلی. (ص 298)

کہ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: سلام کا جواب میں نے اس لیے نہیں دیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا ۔اب اس حدیث میں واضح طور پر بتا دیا کہ سلام کا جواب دینے سے مجھے نماز مانع تھی۔

حدیث نمبر ٦۔

ان ابن عباس رضی الله عنه سلم علیه رجل وهو
يصلى فلم يرد عليه شيأً . (ص298)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے کسی نے سلام کیا لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔

قارئین کرام!

آپ نے دیکھ لیا کہ حماد اقبال صاحب کیسے لوگوں کو ایک منسوخ عمل کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ بہشتی زیور میں مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں اگر آج ہم نے ان بے دینوں کو لگام نہ دی تو کلا یہ لوگ وہ احادیث بھی پیش کریں گے جن میں صحابہ کے شراب پینے کا تذکرہ ہے اور پھر اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ شراب پینا جائز ہے کیونکہ بخاری میں ہے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شراب پی (نعوذ باللہ)

وما علينا الا البلاغ

نام نہاد جماعت المسلمین رجسٹرڈ

۱۹۷۵ء میں کراچی کے ایک غیر مقلد ''ڈاکٹر مسعود احمد بی ایس سی'' کو شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا کہ پوری دنیا میں بس تو ہی ایک مسلمان رہ گیا ہے، چنانچہ ڈاکٹر مسعود احمد جو کہ پہلے غیر مقلدین کی جماعت اہل حدیث سے تعلق رکھتا تھا، اس نے ایک نئی جماعت ''جماعت المسلمین رجسٹرڈ''، کی بنیاد ڈالی اور یہ اعلان کیا کہ دنیا میں صرف جماعت المسلمین والے ہی مسلمان ہیں ان کے علاوہ باقی سب غیر مسلم ہیں اور حضور ﷺ اوران کے صحابہ کے بعد کئی صدیاں اسلام مٹا ہوا تھا اب ہم اس کو زندہ کررہے ہیں۔

چند باطل عقائد:

جماعت المسلمین رجسٹرڈ کے متعدد باطل عقائد میں سے درج ذیل عقائد زیادہ مشہور ہیں اور خود ان کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

﴿۱﴾ جو لوگ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی بھی تقلید کرتے ہیں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اس بناء پر گزشتہ بارہ تیرہ صدیوں کے تمام مسلمان، مفسرین، محدثین، فقہاء، مبلغین، مشائخ صوفیہ اوران کے علاوہ اربوں مسلمان ان کے نزدیک اسلام سے خارج ہیں

﴿۲﴾ اجتہاد اور استنباط مسائل کو شریعت سازی قرار دے کر کفر قرار دیتے ہیں۔

﴿۳﴾ فقہ کو بدعت اور شرک کے زمرے میں شامل کرکے اہل فقہ کو کافر اور مشرک قرار دیتے ہیں۔

﴿۴﴾ اجماع کے قائلین بھی ان کے نزدیک دین میں اضافہ کرنے والے اور کافر و مشرک ہیں۔

﴿۵﴾ جو بھی شخص اگرچہ وہ پکا مسلمان و مؤمن ہو لیکن جب تک وہ ان کے فرقے میں شامل ہو کر ان کے سربراہ (ڈاکٹر مسعود احمد بی۔ایس۔سی) سے بیعت نہ کرے وہ اس وقت تک کافر و مشرک ہے۔

مسلمین

یہ لوگ اپنے آپ کو تو بڑے زور و شور سے مسلم کہتے ہیں لیکن اپنے علاوہ کسی اور کو مسلم ماننے کے لیے تیار نہیں، حالانکہ قرآن وحدیث کی رو سے مسلم وہ ہے جس میں مسلمانوں والی صفات ہوں، نہ کہ وہ جو مسعود احمد کے ہاتھ پر بیعت کرے، ان کے نزدیک مسلم وہ ہے جو مسعود احمد کے ہاتھ پر بیعت کرے، جبکہ بخاری شریف میں روایت ہے کہ:

من صلیٰ صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله.

بحواله مشکوة: 11/1 (ضرب، شم 33 ج 9)

جو ہماری نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلم ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

من شهد ان لااله الاالله واستقبل قبلتنا وصلیٰ صلاتنا واکل ذبیحتنا فهو المسلم له ما للمسلم وعليه ماعلى المسلم.

یعنی جو بھی انسان کلمہ پڑھے نماز پڑھے مسلمانوں کا ذبیحہ حلال سمجھے وہ مسلم ہے خواہ تعارفی ناموں میں سے وہ جس نام سے بھی مشہور ہو، کیونکہ مذاہب اربعہ اور مختلف دینی جماعتوں کے نام نظریاتی بنیاد پر نہیں بلکہ محض تعارف کے لیے ہیں، جیسا کہ انسانوں کے مختلف نام عدیل، احتشام، اسامہ محض تعارف کے لیے ہیں۔ صرف نام کو حق و باطل کا مدار بنانا انتہائی جہل اور حماقت ہے۔

اس فرقے کا اپنے آپ کو مسلمین کہنا ایسا ہی ہے جیسا قرآن پاک میں ہے کہ فرعون نے آخری وقت کہا تھا انا من المسلمین میں مسلمین میں سے ہوں، ایسے مسلمین کو قرآن پاک ان الفاظ میں تنبیہ کرتا ہے یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم ۔تجھ پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ مسلم ہوئے تو کہہ کہ مجھ پر احسان نہ رکھو اپنے مسلم ہونے کا ۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ایسے لوگ آئیں گے کہ لم یبق من الاسلام الا اسمه مسلم نام کے علاوہ اسلام ان کے قریب بھی نہ آیا ہوگا۔

نام نہاد جماعت المسلمین رجسٹرڈ کے لوگ اپنا نام حدیث کے ذریعے ثابت کرنے کے لیے احادیث کے مفہوم سے لیکر ترجمہ تک کو بدل دیتے ہیں یہ ان کی دلیری ہے کہ حدیث رسول ﷺ پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے ان کو کوئی خوف محسوس نہیں ہوتا۔ یہ لوگ قادیانیوں کی طرح اکثر و بیشتر وہ احادیث اور قرآن کی آیات پیش کرتے رہتے ہیں جن میں لفظ **مسلمین** ہو۔ اگر اس سے بھی کام نہ بنے تو پھر ترجمہ تبدیل کرتے ہوئے بھی ان کو شرم محسوس نہیں ہوتی۔ چنانچہ یہ فرقہ پرست فسادی عوام الناس کو دھوکا دینے کے لیے یہ حدیث بڑے زور و شور سے پیش کرتے ہیں **تلزم جماعة المسلمین وامامهم** یہ حدیث پیش کر کے اس کا غلط اور اپنا من پسند ترجمہ بنا کر سناتے ہیں اور وہی ترجمہ ان کی کتابوں اور پمفلٹ وغیرہ میں بھی ہوتا ہے ان لوگوں کی ایک چھوٹی سی کتاب ''آزمائش اور جماعت'' میں اس حدیث کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے

''جماعت المسلمین اور اس (جماعت المسلمین) کے
امیر کو لازم پکڑو،،
(یعنی جماعت المسلمین میں شامل ہو کر جماعت المسلمین کے امیر سے چمٹے رہنا)
(آزمائش اور جماعت صفحہ 10)

اس طرح غلط ترجمہ کرنے سے ان کی عربی دانی کا بھی پتا چلتا ہے ۔اس حدیث کا آخری لفظ **امامهم** ہے اور **هم** ضمیر جمع کے لیے ہوتی ہے اور اس ضمیر کا مرجع **مسلمین** ہے لہذا ترجمہ یوں ہوگا '' مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام کو لازم پکڑو''۔ جبکہ یہ فرقہ پرست کہہ رہے ہیں کہ ''اُس کے امام کو لازم پکڑو'' ۔ اس کتاب کے آخری صفحہ پر بھی اسی طرح غلط ترجمہ کیا گیا ہے۔

صرف مسلم:

ان کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے **هو سماكم المسلمين** یعنی اللہ نے تمہارا نام صرف مسلمین رکھا ہے، لیکن تم نے اپنے دوسرے نام رکھ کر شرک کیا ہے لہذا جماعت المسلمین کے علاوہ سب کے سب دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

ان جاہلوں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ نے ہمارا نام صرف مسلم نہیں رکھا بلکہ قرآن مجید اور احادیث میں اور نام بھی ذکر کیے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

انماالمؤمنون اخوة (الحجرات 10)

مومن آپس میں بھائی ہیں۔

ایک جگہ فرمایا :

ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثی وهو مؤمن فأولٰئِکَ یدخلون الجنة ولا یظلمون نقیرا۔

جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو سوا ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اوران پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔

ایک جگہ فرمایا:

قد افلح المؤمنون

مومن کامیاب ہوگئے۔

اس کے علاوہ سینکڑوں مرتبہ قرآن مجید میں مسلمانوں کے لیے مومن کا نام استعمال کیا۔

چنانچہ بارہا مسلمانوں کو یاأیهاالذین اٰمنوا کہہ کر پکارا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک جگہ پر دس نام اکٹھے ذکر کیے فرمایا:

ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنٰت والقٰنتین والقٰنتٰت والصّٰدقین والصّٰدقٰت والصّٰبرین والصّٰبرٰت والخٰشعین والخٰشعٰت والمتصدقین والمتصدقٰت والصائمین والصّٰئمٰت والحٰفظین فروجهم والحٰفظٰت والذٰکرین الله کثیرا والذٰکرٰت اعدالله لهم مغفرة واجرا عظیما۔

حضور ﷺ نے ایک لونڈی سے کہا **أین الله** اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: **فی السماء** پھر آپ ﷺ نے اس سے کہا: **من انا** میں کون ہوں؟ اس نے کہا: **انت رسول الله** آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: **فانها مؤمنة** کہ یہ مومنہ ہے اگر نام صرف مسلم

ہی ہوتا تو نبی کی زبان سے کبھی بھی مومنہ کا لفظ نہ نکلتا۔
ایک حدیث میں تین نام ذکر کیے فرمایا:

فادعوا بدعوی الله الذی سماکم المسلمین
المؤمنین عبادالله

ان ناموں سے پکارو جن سے اللہ نے پکارا ہے المسلمین ، المؤمنین ، عبادالله۔
مسعود احمد صاحب جو اس فرقہ باطل کے بانی ہیں وہ یحرفون الکلم عن مواضع کے مطابق تحریف کرتے ہوئے کہتے ہیں: مسلمین تو نام ہے باقی دو لقب ہیں۔
اگر یہ بات درست مان لی جائے تو پھر آپ ﷺ کا نام تو قرآن مجید میں احمد آیا ہے

ومبشرا برسول یأتی من بعد اسمه
احمد (الصف ٦)

لہذا کلمہ کو بدل کر احمد الرسول الله پڑھنا چاہیے۔
قرآن مجید میں مسلمین کا لفظ اتنی مرتبہ نہیں ذکر ہوا جتنی مرتبہ مومن کا لفظ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔اسی طرح احادیث کی تمام کتابیں اٹھا کر دیکھ لیں وہاں پر بھی آپ کو مسلمین سے زیادہ مومن کا لفظ نظر آئے گا احادیث کی کتابوں میں مومن کا لفظ 1800 سے زائد مرتبہ آیا ہے جبکہ مسلمین کا لفظ صرف 317 مرتبہ آیا ہے۔ چنانچہ مومن کا لفظ بخاری میں 24 مرتبہ مسلم میں 24 مرتبہ صحیح ابن حبان 49 ترمذی 20 بیہقی 52 ابوداؤد 16 نسائی 19 ابن ماجہ 19 مصنف ابن ابی شیبہ 66 مسند احمد میں 131 مرتبہ آیا ہے۔

دعویٰ:

نام نہاد جماعت المسلمین کا دعویٰ ہے کہ ہماری ہر بات قرآن وحدیث سے ثابت ہے جیسا کہ مسعود احمد صاحب تلاش حق میں لکھتے ہیں:

ہم تو نئی نئی باتیں نہیں نکال رہے۔ جو بات کہتے ہیں
دلیل سے کہتے ہیں۔آپ پوچھ کر **دیکھ** لیجئے۔انشاء

اللہ آیت یا حدیث پیش کریں گے۔

(تلاش حق صفحہ 37)

نام نہاد ''جماعت المسلمین رجسٹرڈ'' تضادات کا مجموعہ ہے چونکہ دین اسلام کو انہوں نے اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی ہے اس لیے اپنی مرضی سے جو سمجھ میں آئے کہہ دیتے ہیں، چنانچہ اس گمراہ ٹولے کا ایک فرد ''سید وقار علی شاہ'' ہے جس نے ایک کتابچہ ''بہشتی زیور کا خودساختہ اسلام لکھا'' ہے اس کتابچے میں انہوں نے بہشتی زیور کے مسائل خلاف حدیث ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ سید وقار علی شاہ اس کتاب کے صفحہ 15 پر بہشتی زیور کا ایک مسئلہ نقل کرتے ہیں کہ:

''مردار کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے،،

اور اس مسئلے پر وقار علی شاہ کو اعتراض ہے کہ یہ مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف اور غلط ہے یعنی ان کے نزدیک کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی۔ جبکہ دوسری طرف اسی نام نہاد جماعت المسلمین کے امیر مسعود احمد صاحب اپنی کتاب خلاصہ تلاش حق ص 115 پر لکھتے ہیں کہ:

''مردار کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے،،

(خلاصہ تلاش حق ص 115)

اب دیکھیں امیر کہتا ہے کہ دباغت سے مردار کی کھال پاک ہوتی ہے، جبکہ ماموراسے قرآن وحدیث کے خلاف کہتا ہے اور اس سے انکاری ہے امیر اپنی مرضی پر دین کو ڈھالنا چاہتا ہے اور مامور اپنی مرضی پر (نعوذ باللہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب زیارت میں زیارت نصیب ہونا بڑی سعادت کی بات ہے اور جو لوگ متبع سنت ہوتے ہیں ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی رہتی ہے ۔لیکن جن لوگوں کا کام دین میں شکوک وشبہات پیدا کرنا اور لوگوں کو دین سے متنفر کرنا ہوان کو ظاہر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں نصیب ہوسکتی اور ایسے لوگ غصے میں آکر کئی احادیث کا انکار کر بیٹھتے ہیں ۔نام نہاد جماعت المسلمین کے لوگوں کا یہی حال ہے چنانچہ مسعود احمد صاحب بھی کئی احادیث کی صریح مخالفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ''ہم قطعی اس کا انکار کرتے ہیں بلکہ اگر وہ (خواب) فرضی داستان نہ بھی ہوتو شیطان کا کرشمہ ضرور ہے ۔بزرگوں کے واقعات میں ایسا ملتا ہے کہ اس (شیطان) نے بزرگوں کے سامنے اپنے آپ کو اللہ ظاہر کیا اور جو اس کے بہکاوے میں آگئے وہ **یہی** سمجھتے رہے کہ ہم اللہ کے دربار میں حاضر ہیں اور عقدہ کشائی بعد میں ہوئی ،، (خلاصہ تلاش حق)

جبکہ دوسری طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

۱ . من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة و لا یتمثل الشیطان بی. (بخاری)

۲ . من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتخیل بی (بخاری)

۳.وان الشیطان لا یترایابی. (بخاری)

۴.من رانی فقد رأی الحق . (بخاری)

۵. من رانی فقد رأی الحق فان الشیطان لا

یتکوننی. (بخاری)

اس مضمون کی احادیث دیگر کتب احادیث میں بکثرت پائی جاتی ہیں لیکن مسعود احمد صاحب کہتے ہیں کہ: **"ہم قطعی اس کا انکار کرتے ہیں"** (نعوذ باللہ) مسعود احمد صاحب بی۔ ایس۔ سی کا یہ کہنا کہ ہم حدیث پر چلتے ہیں اس کی عقدہ کشائی اب ہوئی کہ وہ کتنا احادیث پر چلتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

ماخذ

ابو داؤد	نسائی	شرح معانی الاثار
بیھقی	دارمی	عمدة القاری
الدرایة	ھدایة	مشکوة
التقریر للترمذی	نفع قوت المغتذی	العرف الشذی
مصنف ابن ابی شیبه	قرطبی	رسائل صفدر

پرچہ تعداد رکعت تراویح

پرچہ حل کرنے سے پہلے چند ہدایات غور سے سنیں

1......☆اس امتحان میں صرف غیر مقلد شامل ہو سکتے ہیں۔

2......☆ چیچہ وطنی سمیت پورے ملک سے امیدوار حصہ لے سکتے ہیں۔

3......☆نقل مارنے پر کوئی پابندی نہیں۔

4......☆جواب میں ہاں یا نہ ہی لکھا جائے۔

5......☆جہاں نام پوچھا جائے صرف نام لکھیں۔

6......☆ فالتو جواب دینے والے کو کمرہ امتحان سے نکال دیا جائے گا۔

7......☆ کامیاب امیدوار کو اعزازی سند دی جائے گی۔

8......☆ ناکام امیدوار کو سزا نہیں دی جائے گی۔

9......☆ پرچہ تین دن کے اندر اندر حل کریں۔ لیٹ کرنے والا ناکام امیدوار تصور ہوگا۔

نوٹ: پرچہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

سوالات

﴿۱﴾ مسجد نبوی میں تراویح کی جماعت کب شروع ہوئی ؟ صرف ہجری سن لکھیں۔
﴿۲﴾ امام کا نام کیا تھا؟ صرف نام ہی لکھیں۔
﴿۳﴾ تراویح کی کتنی رکعات پڑھائی جاتی تھیں ؟ صرف تعداد لکھیں۔
﴿۴﴾ امام صاحب حنبلی، شافعی، مالکی، یا حنفی تھے؟ صرف مسلک لکھیں۔
﴿۵﴾ تراویح کے مسئلہ پر اختلاف ہوا ہو تو صرف اختلاف کرنے والے کا نام لکھیں؟
﴿۶﴾ آٹھ تراویح کی جماعت کس مسجد میں شروع ہوئی ؟ صرف مسجد کا نام لکھیں؟
﴿۷﴾ امام صاحب کون صحابی مقرر ہوئے؟ صرف نام لکھیں؟
﴿۸﴾ آٹھ تراویح ہجری کے کس سال شروع ہوئیں؟ صرف سن لکھیں؟

ممتحن

مولانا عبدالباقی حنفی مدظلہ آف چیچہ وطنی